مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء — رجسٹرڈ ایل ۷ — منارۃ مسیح موعود علیہ السلام

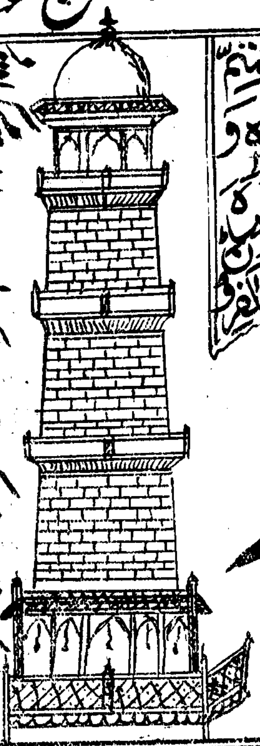
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔



الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	۳
خواص و معاونین سے ..	۵
ہندوستان سے باہر ..	۷
غیر مذاہب والوں سے ..	۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے ..	۲

چہ گویم با تو گر آئی چہ آید ز قادیانی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۱ — دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

کلمات طیبات امام

علیہ السلام و التحیۃ

تسبیح پھیرنے کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقامات گورداسپور احاطہ کچہری میں ایک صاحب نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لیکر ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ... مرتب ہوا کرتا تھا۔ اور ... تفقد ... بھی ... سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آتی ہیں اور انھوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں روایات میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقعہ کے ہوتی تھی مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزت نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزت کر اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس

اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے یہی نیکی ہے۔ ایسا ہی اسیطرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون یعنی اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اب یہ واذکروا اللہ کثیرا نماز کے بعد ہی ہے تو ۳۳ مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ ۳۳ مرتبہ والی بات ... مراتب ہے۔ ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اسے شمار سے کیا کام وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر۔

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ۳۳ مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپ نے اسے فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ کر لیا کر اور یہ جو تسبیح ہاتھ میں لیکر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حالات سے آشنا ہو تو اسے معلوم ہو جاویگا کہ آپ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہونچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف رکھتے تھے رات کو جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپکو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال گذرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کیطرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں

سجد لک روحی و جنانی

اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ ۳۳ مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے ہرگز نہیں۔

جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کیطرح موجیں مارتا ہے وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہے نہیں کہ تسبیح لیکر دانہ شماری کرے کسی نے کہا ہے

من کا منکا صاف کر

دل کا دانہ

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا سے سچا تعلق پیدا کرے۔ تب وہ کیفیت پیدا ہوگی

اور وہ ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔

پھر پوچھا گیا کہ نماز وں میں تعداد رکعت کیوں رکھی ہے۔

فرمایا

اسمیں اللہ تعالیٰ نے اور اسرار رکھے ہیں جو شخص نماز پڑھے گا وہ کسی نہ کسی حد پر تو آخر رہیگا ہی اور اسی طرح پر ذکر میں بھی ایک حد تو ہوتی ہے لیکن وہ حد وہی کیفیت اور ذوق و شوق ہوتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے جب وہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بس کر جاتا ہے

دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں جو شخص اسمیں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہیگا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ... ہزار کا سودا لیا اور ... ہزار کا دیا مگر وہ ایک آن میں بھی خدا سے جدا نہیں ہوا پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ کے وہی ہوتے ہیں جنکی نسبت فرمایا لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اسکی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے کسی کام میں مصروف ہو مگر اسکا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہیگا اسیطرح پر جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حالت میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کو رونے سے اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں کیونکہ وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر ... رکھ دیتا ہے

تبصرہ دنیا پر سرسری نظر

اخبار انگلشمین کلکتہ کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ

ہادی برحق جاپانی بھی وقت ہے

شنگھائی میں ۲۰۰ سے زیادہ جاپانی سوداگر مسلمان ہوچکے ہیں اور مسلمانان شنگھائی نے شیخ عبداللہ کوئلم سے درخواست کی ہے کہ وہ مذہب اسلام پر چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھیں جن کا ترجمہ جاپانی زبان میں کیا جاوے گا +

عقائد اسلام پر فلسفیانہ بحث کرنا اور اسی اسلوب سے اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا جو اسلام سے کچھ بھی واقف نہیں ہر شخص کا کام نہیں ہوسکتا + اس خبر کو پڑھ کر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ چین میں باوجودیکہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے لیکن ایسا کوئی ایسا متبحر عالم معلوم نہیں ہوتا جو نو مسلموں کو عقائد اسلام کی پوری پوری تلقین کرسکے ورنہ اسکی کیا وجہ سمجھ میں آتی کہ کیوں شیخ لوپولسے ایسی درخواست کی گئی +

اسلئے ضرورت ہے کہ **حقیقی اسلام** کی اشاعت کا مرکز جیسا کہ علم الٰہی میں مقدر ہوچکا تھا **قادیان** ہے جہاں خدا کے **برگزیدہ بندہ** نے نزول فرمایا ہے اسلیے احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ ان دور دست ممالک میں اسلام کی حقیقی روشنی کو پہونچانے کی فکر کریں اور جہاں تک انسے ممکن ہے سعی کریں + ہماری ذاتی رائے ہے کہ ہمارے سلسلے کے فخر حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب جیسے بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ **عقائد اسلام** پر زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے موافق مختصر اور عام فہم رسالے لکھیں جنکو قوم انگریزی اور دوسری زبانوں کے ذریعہ سے ان لوگوں تک پہونچانے کی فکر کرے جو اسلام کی طرف آتے ہوئے نظر آرہے ہیں - یہ وقت کا کام ہے اہل قلم بندگ قلم سے کام لیں اور اہل دول اپنے مال کو نثار کریں پھر یہ تو یقین ہے کہ مامور کی دعائیں تو ایک انقلاب مذہبی پیدا کر کے ہی رہیں گی +

مسلمانوں اور آریہ سماجیوں کو آج کل مذہبی مناظروں کا

آج کل کے مذہبی مناظروں پر نظر

بہت شوق پیدا ہو چلا ہے اور آئے دن کسی نہ کسی مقام پر ایسے مذہبی مناظروں کا دنگل قائم ہوتا ہے جس میں وہی پہلوان بار بار اترتے ہیں اور وہی مضمون ان کے زیر بحث ہوتا ہے اور وہی دلائل دُہرائے جاتے ہیں - ہم حیران ہیں کہ سمجھدار آریہ اور دانشمند مسلمان ایسے مذہبی مباحثوں سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں بجز اسکے کہ غریب مسلمانوں اور ایسا ہی آریوں کا روپیہ برباد ہو اور آئندہ کے لیے عداوت اور بغض بڑھے اور جو لوگ کم علم اور سادہ لوح ہیں ان میں بداعتقادی اور شک کو ترقی دیں مذہبی مناظرات کے لیے اب قلم کا میدان کھلا ہے - اوقت بڑی بیاکی طاقت سے کام لینا چاہیے اور مباحثات کا موجودہ رخ بالکل بدل دینے کے قابل ہے ہر ایک اہل مذہب کی خوبیاں اور کمالات بیان کرے اور اگر مباحثہ بھی کرنا ہو تو خاص شرائط کے ماتحت ہو اور ان نشانات میں ہو جو حقیقی مذہب کے عملی نتائج یا ثمرات کہلاسکتے ہیں زی الفاظ اور لسانی سے اب کوئی کسی پر کامیابی حاصل نہیں کرسکتا اور نہ منوا سکتا ہے بلکہ حقیقی مذہب کے منوانے یا یوں کہو کہ حقیقی مذہب کی حجت ملزمہ قائم کرنے کا اب وہی طریق ہے جو خدا کے مسیح موعود نے اختیار کیا ہے - اور اسی لیے اسکو وہ ہیبت عطا ہوئی ہے کہ اسے سزاوار ہے جو کہے -

چہ ہیبتہا بدادند ایں جوان را
کہ ناید کس بمیدان بمہ بحر [illegible]

نگینہ میں مباحثہ

نگینہ ضلع بجنور میں اسی ماہ کی ۵ تاریخ سے مسلمانوں اور آریوں کے درمیان ایک مذہبی مناظرہ کا دنگل قائم ہوا مضمون زیر بحث الہام تھا اور یہ بحث کرنیوالے وہی پرانے مناظر ثناء اللہ امرتسری (جنکے بالمقابل میں علماء اسلام نے بڑی شدومد سے فتویٰ کفر دیا ہے) اور ماسٹر آتمارام صاحب امرتسری تھے + سنا گیا ہے کہ ثناء اللہ کے فتوے کفر نے میدان مباحثہ میں بُرا اثر پیدا کیا خواہ کچھ بھی ہو ان مباحثوں میں بجز تضیع اوقات اور صرف زر کے کوئی فائدہ فریقین کو نہیں ہوتا البتہ حریصان شہرت و نمود کا مطلب کسی نہ کسی پیرایہ میں پورا ہوجاتا ہے +

خریداران اپنا حساب جلد بیباق فرماویں اور

ہمارے وی پی لینے کے لیے ہر وقت طیار رہیں

مینیجر

آہ! تیسرا پتھر

مسلمانوں کی حالت اس حد تک تنزل ہو چکی ہے کہ اگر کوئی اہل دل انسان سنن الٰہیہ پر نظر کرنے والا ہو تو وہ چیخ اُٹھے گا کہ ہر وقت مسلمانوں کی اصلاح اور درستی کیلیے بالضرور کوئی ایسا شخص آنا چاہیے جو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمت رکھتا ہو اور اسی کام کے لیے مامور ہوا ہو - اگرہ کے اخبار میں فرخ آباد سے کسی نامہ نگار نے ایک قطعہ تاریخ چھپوایا ہے جو اسنے اپنی تیسری لڑکی کے پیدا ہونے پر لکھا ہے یہ قطعہ تاریخ کیا ہے اچھا خاصہ نوحہ ہے جو اس تقریب پر کیا گیا ہے - وہ شعر جس میں مادہ تاریخ ہے یہ ہے -

شیشۂ دل توڑنے کے واسطے
آج حاجی تیسرا پتھر ہوا

جس باپ کے خیالات اپنی معصوم بچی کی نسبت ایسے ہوں کون اُمید کرسکتا ہے کہ وہ باپ پوری غور و پرداخت اسکی تعلیم و تربیت کے لیے کرے گا -

ہمیں اس قطعہ کو پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا اور ہمیں تعجب ہے کہ بجز معصر دکیل کے کسی معصر نے اسپر توجہ نہیں کی - یہ مسلمانوں کی اندرونی بگڑی ہوئی حالت کا ایک راز ہے جو کھل گیا ہے - اگر **قرآن** کریم پر نظر ہوتی اگر **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبدیلی جاہلیت عرب کے اس قسم کے خیالات میں کی تھی مدنظر ہوتی تو اس قسم کا شعر کسی نیک دل مسلمان اور نازک قلب مومن کے منہ سے ہرگز ہرگز نہ نکل سکتا - اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اب وہی حالت ہو رہی ہے جو کسی زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی تھی جسطرح پر اس جہالت کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اسی طرح آج بھی وہی ضرورتیں پیش آگئی ہیں اور جبکہ وہی اسباب وہی صورتیں سامنے نظر آرہی ہیں وہی امراض دامنگیر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہی نسخہ اور علاج اسوقت کارگر نہ ہو یا اسکی ضرورت نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اسوقت **واٰخرین منھم** کی جماعت کو پیدا کرنے والا امام پیدا کیا ہے جو اسی طرز اور نقش قدم پر چلنے والا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا - اللہ اسی لیے وہ بچے معصوم ہیں

غلام احمد

نتیجہ امر اس رنگ میں تو **ضرورۃ امام کا** مؤید ہے - لیکن ابھی ایک اور بات ہے جو اس پر ہم لکھنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ شخص جو اپنی لڑکی کا نام پتھر رکھتا ہے اور اسے شیشۂ دل کی توڑنے والی ٹھیراتا ہے کیا اس سے اسکے خیالات پر روشنی نہیں پڑتی؟ اگرچہ **دختر کشی کا قانون** لڑکیوں کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات میں سے ہے مگر ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ جو باپ اپنی لڑکی کے لیے ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسکی مناسب غور و پرداخت میں سستی اور عدم توجہی ضرور کرے گا اسلیے ان خیالات کو مدنظر رکھکر ہم چاہتے ہیں کہ مقامی حکام اس معصومہ کی نسبت مناسب نگہداشت کریں اور اسلامی یتیم خانوں کے مہتمموں کو چاہیے کہ ایسے سنگدل باپ کو ایسی لڑکی کی پرورش سے سبکدوش کردیں تاکہ اسکے شیشۂ دل کو اس معصومہ کو دیکھ دیکھکر ٹھیس نہ لگتی رہے ایسے باپ سے کیا اُمید ہوسکتی ہے - **واذا الموءدۃ سئلت**

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
افسوس! صد افسوس!!

تضمین بر شعر حضرت اقدس علیہ السلام

ہے آرزو وہ منہ سے کچھ اپنا سنائے آج
اعجاز عیسوی کا تماشا دکھائے آج
دلکو ہمارے محو تماشا بنائے آج
اور قادیاں میں لطف سے ہمکو بلائے آج
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہم کو ملائے آج

مالک ہوا ہے ہماری وہی جسم و جان کا
احمد کہلاتے غلام اور آقا جہان کا
کوئی نہیں زمانہ میں ایسا اسکی شان کا
دلمیں ہمارے شوق ہے ملنے قادیان کا
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

آوارہ عمر میں پھرا ہوں کہاں کہاں
گلزار و بزم رقص کہیں ہا کوئے دلبراں
اب دلمیں آرزو وہی رکھتا ہے ناتواں
آنکھیں ہوں میری اور تری خاک آستاں
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

[illegible]

[illegible] تاکہ کسی ناگہاں حادثہ کے وقت یا ذہنی قلت کا سوال اُٹھ کھڑا ہو + ایڈیٹر

ہی کشش سے آج تو ملائے وہاں مجھے
بیکل اب ستاتا ہے نے تڑپا دیاں مجھے
کچھ تو دیجے مسیح زماں مجھے
تیرے پاس امام جہاں مجھے
دل بر ملنے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

میں چاہتا تھا پہونچوں کسطرح قادیاں
لیکن اثر دعا کا ہوا میری نا گہاں
دور آ پڑا ہوں اور وطن سے میں بیاں
پہونچائے قادیاں میں تو احسان جہاں
دل کر رہا ہو ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

بیتاب ہوں جدا ہیں جو مسرور نور دیدہ
جنکو مسیح کہتے ہیں تحسین و آفریں
فرقت میں کسطرح ہو علاج دل حزیں
صبر و قرار و تاب میسر ذرا نہیں
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

عبد الکریم فوت ہا نو دو امام کے
ہیں فخر جنکہ امت خیر الانام کے
مونس ہیں جو مسیح علیہ السلام کے
فرقت میں انکی لکھتا ہوں یہ دلکو تھام کے
دل کر رہا ہو ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

یعقوب علی سے ملنے کا ہے اشتیاق اب
یہ زندگی فراق میں ہو گئی ہے شاق اب
ہمکو ستا رہا ہے بہت کچھ فراق اب
ہوتا نہیں خوشی کا یہاں اتفاق اب
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

رو رو کے وقت شب میں کہاں تک بکا کروں
طوفان اشک چشم سے کب تک بپا کروں
صدمہ یہ بھلا فراق کا کب تک سہا کروں
قابو میں دل نہیں مرا اکبر میں کیا کروں
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

اکبر شاہ خان صاحب اکبر نجیب آبادی
احمدی حال وارد ہنگار

حضرت اقدس کا ایک خط ایک انگریز کے نام

میرے پیارے دوست -

آپ کی محبت اور اخلاص سے بھری ہوئی چٹھی پہونچی جس کے مضمون پر مطلع ہونے کر اور آپ کی خیر و عافیت کے پانے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی افسوس کہ میں بباعث نہ جاننے کسی انگریزی خوان کے کسی قدر دیر کے بعد اس چٹھی کو لکھتا ہوں میں تا تحریر خط ہذا ہر طرح سے معہ اہل و عیال خیریت سے ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جل شانہٗ آپ کو دنیوی مکروہات اور آزمائشوں سے بچا کر اپنے خاص اور دائمی رحمتوں سے متمتع فرماوے میرے دل میں دن بدن بوجہ آپ کی استقامت اور استقلال طبیعت اور غیر متبدل خلوص کے آپ کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ آپ جیسا ایک نیک رنگ دوست پانے سے میں نے ایک خزانہ پایا ہے یا ایک شہباز میرے قبضہ میں آیا ہے جس سے بڑے بڑے نیک نتیجوں کی امید رکھتا ہوں اور آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم روز بروز اپنی محبت اور معرفت اور وفا اور ثبات اور استقلال اور استقامت میں آپ کو ترقی بخشے اور میرے دل سے آپ کے دلکو ایک کر دیوے اسلام سے آپ کا محبت رکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دلکو بہت مستقیم اور سلیم پیدا کیا ہے اور ایک اجنبی قوم کے لیے آپ کو چراغ ہدایت بنانا چاہا ہے کیونکہ وہ دین جو آئینہ عالم پر نظر ڈالکر اسکی پوری صورت ہم دیکھ سکتے ہیں وہ اسلام ہی ہے - اسلام کوئی نئی بات نہیں سکھاتا اور نہ کوئی نیا معبود پیش کرتا ہے اور نہ کوئی غیر طبعی اور اجنبی طریق نجات کا اس نے ایجاد کیا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے صفات کاملہ میں سے جنپر صحیفہ فطرت شہادت دے رہا ہے کچھ کم کرتا ہے اور نہ نالائق صفتیں اسکی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ تعلیم قرآنی ان نقوش اور نشانات کی تفصیل کنندہ اور شارح اور یاد دلانے اور غلطی سے محفوظ رکھنے والی ہے جو خدا تعالیٰ کے افعال میں منقش ہیں قرآن شریف کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اسمیں ایک ذرہ تصنع اور بناوٹ کی بدبو نہیں پائی جاتی - انسان کے تمام قوی جو اسکی فطرت میں پائے جاتے ہیں وہ قرآنی تعلیم کے سامنے ایسے ہیں کہ گویا وہ ایک قالب ہے جو بالطبع اس روح کے لینے کے لیے تقاضا کر رہا ہے جو شخص اس دین کی پوری صورت دیکھ لیوے اور طبع سلیم رکھتا ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اس نعمت کے قبول کرنے سے محروم رہ جاوے اسی غرض سے وہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے جس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں افسوس کہ میں بباعث اپنی ان مجبوریوں کے جنکی تفصیل طول طلب ہے جلدی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کر سکا اگر میں انگریزی خواں ہوتا تو یہ مشکلات مجھے نہ آتیں بہر حال امید رکھتا ہوں کہ اب میری دوسری چٹھی کوئی حصہ رسالہ کا ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پہونچے گی یہ نہیں وعدہ کر سکتا کہ کب تک مگر امید رکھتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق کوئی بہت دیر اسمیں نہیں ڈالے گا خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور وہ دن لاوے کہ جیسے خط و کتابت کے ذریعہ سے ایک روحانی ملاقات حاصل ہو رہی ہے خارجی ملاقات سے بھی مسرور اور خوشحال ہو جائیں آمین

والسلام

آپ کا مخلص دوست غلام احمد

قادیان ضلع گورداسپور

تعبیر الرؤیا

مکرمی اڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ۱۰ ار جون سنہ ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی نے ایک اپنا رؤیا برائے تعبیر لکھا ہے اور اخبار میں تعبیر الرؤیا کے لیے ایک کالم کھولنے کے واسطے تحریک کی ہے - اسمیں شک نہیں کہ علم تعبیر الرؤیا ایک نہایت ہی ضروری اور مفید علم ہے اور قوم میں اس کا مذاق پیدا کرنا کئی ایک مشکلات کے حل کا موجب ہو سکتا ہے - یہ علم انبیا علیہم السلام کو بطور موہبت الٰہی عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت یوسف پر اپنے احسانات کے درمیان یُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ بھی بیان فرمایا ہے - اور حدیث میں خواب کو نبوۃ کا چھیالیسواں حصہ بیان کیا گیا ہے - حضرت مولوی نور الدین صاحب کتب تعبیر الرؤیا کو کتب تفاسیر القرآن میں شامل فرمایا کرتے ہیں اور انبیا کے حالات اور اقوال کی کتب کی تفسیر کے واسطے یہ علم بہت ہی مدد دینے والا ہے مثال کیطور پر میں اس جگہ دو باتیں بیان کرتا ہوں - اول انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت

اس سے آگے دیکھو کالم ۴

عیسیٰ نے جب وہ کوئی تیس سال کی عمر کے تھے یوحنا کو اپنا پیر پکڑا اور بلب دریا یردن اُنکے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرکے فقہ موسوی کے مطابق دریا میں غسل کیا تب اُنپر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور انہیں ایک کبوتری نظر آئی جو اُنپر اتری - اب یہ ایک رؤیا تھا اور کتب تعبیر الرؤیا میں میں نے پڑھا ہے کہ جو کوئی خواب میں کبوتری کو دیکھتا ہے اُسکی اولاد دیکھو بعد بیدین ہو جائیگی - سو دیکھنا چاہیے کہ مسیح کا رؤیا کیسا سچا ہوا کہ اُسکی اولاد (امت) نے اُنکو خدا بنایا - وہ جو اُسکو نیک کہنے والے سے لڑنے لگتا اُسکو عرش پر بٹھایا گیا - سبحان اللہ -

دوم نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں داخل ہوگا جسکی تعبیر یہ ہے کہ مسیح موعود کی نبی کریم کے ساتھ بسبب کمال مشابہت اور معرفت کمال یگانگت ہوگی ایسا کہ ہر دو کا جینا اور مرنا گویا ایک ہی رنگ کا ہوگا سو منم محمد و احمد منم مسیح زماں - غرض یہ علم ایک ضروری روحانی علم ہے بلکہ اخبار میں اسکے واسطے کالم کھولنے میں ایک یہ بڑا مشکل کا سامنا ہے - ایک تو یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بہت مشکل امر ہے بسا اوقات آدمی کچھ سمجھتا ہے اور پورا ہونیکے وقت کچھ اور نکل آتا ہے ہم جیسے ایک ابتلا کا خوف ہے - حضرت اقدس کی خدمت میں بھی لوگ اپنی خواب پیش کیا کرتے ہیں مگر بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ آپ ان کو کچھ خود بولیں - منصف تعبیر کیا کریں - دوسرا یہ ایک شخص اس قابل نہیں ہے تا کہ ہر ذی استعداد آگے اپنی خواب تعبیر کیلو اسطے پیش کرے اور اخبار کے کالم سب کیونکر کھلنے رہیں - سوم سب خوابیں بھی اس لائق نہیں ہیں کہ انکی عام اشاعت کی جاوے - جو صاحب اس کالم کے کھولنے کے متعلق اپنی رائے لکھنا چاہیں وہ ان باتوں پر ضرور غور کرلیں - چونکہ مولوی صاحب اپنا خواب اخبار میں درج فرما چکے ہیں اسواسطے میں اسکی تعبیر جو میری سمجھ میں آئی ہے بیان کر دیتا ہوں مولوی صاحب نے دیکھا ہے کہ کسی نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی مگر انہوں نے صرف فارم دیکھا ہے رقم نہیں دیکھی - پونڈ سونے کا ہوتا ہے اور سونا خواب میں اچھا نہیں ہوتا بلکہ اس کے مراد ہم و غم ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے لیے کچھ ہم و غم کا سامان کہیں بنا ہے لیکن مولوی صاحب نے رقم نہیں دیکھی صرف فارم دیکھی ہے - فارم انگریزی لفظ ہے اور اسکے معنی ہیں شکل و صورت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے غم و ہم کی صورت تو پیدا ہوئی مگر اصل واقعہ دہم وغم کا موجب ہے اللہ تعالیٰ ان تک نہ پہونچائے گا - پھر مولوی صاحب نے پونڈ کی رقم کو ضرب دی ہے یہ بھی کا ایک عمل ہے - اسمیں اشارہ ہے کہ مولوی صاحب اس ہم و غم سے بچنے کے لیے کچھ ریاضت کریں یعنی دعا استغفار توبہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہو جاویں ضرب اصطلاح صوفیہ میں ریاضت کا نام ہے جیسا کہ لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے تیا ہی طرح سے ضرب ہم لگنے سے وہ پونڈ قریبا ۱۰ گنا ہو کر روپے بن جائینگے سو یہ چاندی کا سٹ اور چاندی کا معنا میں بہت عمدہ ہے یعنی وہ ہم و غم مبدل بہ راحت و آرام ہو جاوے گا بہت سے خواب طبعی بھی ہوا کرتے ہیں اور انکا کسی آئندہ واقعہ پر کچھ اثر نہیں ... سامان بنانے کا ... الغرض اس خواب کا ٹھیک پر میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اسکی تعبیر لکھدی ہے واللہ اعلم بالصواب - محمد صادق - قادیان ۱۸ جون سنہ ۱۹۰۵ء

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسیقدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم عین حمل میں نکاح کیونکر کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

ان سب باتوں کے بعد [illegible] مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں [illegible] دیکھتا ہے اور اسی کے [illegible] دیکھو میں یہ کہہ کر فرض [illegible] ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قماربازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمارباز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز۔ اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُن کی حمایت میں۔

کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بدباطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ اُن کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُن کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُن کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا اُس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں سو اُن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ اُن کی حالت ہے۔ لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اُس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے [illegible] دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا۔ بلکہ تیری بدظنی ہی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے انتہا عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور وفادار نہیں ہیں وہ [illegible] کیا بدبخت وہ انسان [illegible] نہیں کہ اُس کا ایک [illegible] قادر ہے۔ ہمارا بہشت [illegible] اعلیٰ لذات ہمارے [illegible] اُس کو دیکھا اور ہر ایک [illegible] یہ دولت لینے کے لائق [illegible] سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق [illegible] تمام وجود کھونے سے [illegible] چشمہ کی طرف دوڑو [illegible] یہ زندگی کا چشمہ ہے [illegible] کروں اور کسطرح اس [illegible] بٹھا دوں۔ کس دف سے [illegible] منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بیخود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بیا اے بیخبر سیر ست مہدی زمان بینی
رگر تا جسکی جو کیت ہری ہر سو جولین تینا

امام وقت کو آ دیکھ جیو ڑ اب تو جہان بینی
نہ کٹ جائیگی کچھ تیری یہان اک سہ بان بینیا

چہ گویم بالو گر آئی چہا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر دل مین ترے شوق بہار باغ جنت ہو
جو تو چاہے کہ دل ہی دور تیری رنج و کلفت ہو

تو تو اگر امام وقت ہی سے شبہ بیعت ہو
یہان دونون جہان کی تجھ کو حاصل عزت ہو

چہ گویم بالو گر آئی چہا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

یہان ہر بخر و ست مثل فاروق وا بوذر ہی
نہ یاد خالق اکبر سے غافل کوئی دم ہی ہے

اگر قہر و غضب کا ہی خدا کی تجھے ڈر ہی
تو آ تو اس جگہ امن و امان کا اب ہی گہر ہی

چہ گویم بالو گر آئی چہا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

تعجب ہے کہ تجھ کو تو مہدی تو نے پہچانی
نہ قدر و قیمت و عظمت امام وقت کی جانی

مرض مہلک سے لازم ہی کہ تجھی بلکہ واکمیانی
تو کر عزم سفر آ جی کیا یک یہ تن آسانی

چہ گویم بالو گر آئی چہا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر تو درد دل کو چاہتا ہے یہ کہ اچھا ہو
تیرے سینہ مین جاری معرفت کا ایک دریا ہو

تو سب کچھ چہوڑ کر اکبر ادہر تو تو ر وانہ ہو
بتا تو ن کیا کہ حاصل سمجھ کہ تجھکو کیا کیا ہو

چہ گویم بالو گر آئی چہا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمایش کرنے کے نمبر خریداری تحریر کرنے مین تساہل کر جاتے ہین جس سے تعمیل مین وقت پیش آتی ہے اور جواب نہین دیا جاتا۔ (منیجر)

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔

جیسا کہ یہود کی علماء پہچان چکے ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم اپنے دعوے نبوت مین سچے و راستی پر ہین مگر علماے اہل کتاب دنیاوی ننگ و ناموس، جاہ و جلال مین کمی آنے سے دلی اعتقاد ظاہر نہین کرتے تھے اور ان راستبازون کو سرداسے لوگون کے سامنے نفرت ظاہر کرتے تھے ویسا ہی آجکل کے اکثر ملاؤ علماء و سجادہ نشین حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام سے بظاہر منکر ہو کر کنارہ کشی کر رہے ہین۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ ہر دو گروہ کی اندرونی حالت کا نقشہ قرآن کریم مین کھینچکر بتاتا ہے۔ الذین اتیناهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم وان فریقا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے وہ پیغمبر خدا کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ کوئی اپنے بیٹون کو پہچان لیتا ہے اور بے شک اہل کتاب مین سے ایک گروہ سچ بات کو جان بوجھکر چھپا رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا برادرم بابو فیروز علی سٹیشن ماسٹر ماکسوال نے میرے آگے زبانی بھی ذکر کیا اور ایک خط مین مندرجہ ذیل بیان حلفاً لکھا ہے جو بجنسہ یہان درج کیا جاتا ہے۔

اللہ جل شانہ کو واسطے ایک سچی شہادت بندہ غالباً سنہ ۱۹۰۲ء مین جن دنون مین بمقام سٹیشن گولڑہ تعینات تھا اوس وقت مین سائین پیر مہر علیشاہ کے مریدون مین سے تھا۔ ایک فراش خانہ کا چپڑاسی جو باشندہ گجرات کا تھا جس کا نام محبی یاد نہین رہا گو وہ حضرت اقدس سے خاوندانہ تعلق نہین رکھتا تھا لیکن مداح تھا اوس سے مین نے جب حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود کی تعریف سنی اور کچھ مجمل طور پر دعوی مسیحیت کی بابت سنا تو مین نے گولڑہ مین جا کر پیر مذکور نے مفصلہ ذیل الفاظ بیان کئے جو بطور حلفی شہادت کے مین ارقام کرتا ہون۔

پیر مہر علیشاہ کے الفاظ۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ بعض مقامات منازل سلوک مین ایسے ہین کہ وہان اکثر بندگان خدا پہونچکر مسیح اور مہدی بن جاتے ہین بعض اون کے ہمرنگ ہو جاتے ہین۔ یہ مین نہین کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنے حضرت اقدس) منازل سلوک مین اوس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے مذاہب باطلہ کیواسطے یہ شخص ششیر بران کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔ انتہے۔"

مذکورہ بالا بیان پیر صاحب گولڑوی کا ہے جو انہون نے بابو فیروز علی کے روبرو کیا۔

اگر پیر مہر علیشاہ کا یہ اعتقاد نہین تھا یا بلکہ اون کا دلی اعتقاد یہ نہین ہے جو انہون نے کئی دفعہ اپنے مریدون کے روبرو بیان کیا تو ایک اشتہار اس قسم کا شایع کر دین کہ خداوند تعالےٰ جھوٹے کو پہلے موت دے بس جلدی فیصلہ ہو جائیگا۔

راقم

خاکسار محمد افضل احمدی جنگوی مقام جینگا تحصیل گوجرخان

چند سوالات از علماء و مجتہدین اہل تشیع

۱۔ کیا یہ قرآن مجید جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کامل مکمل بے کم و بیشی و بے نقص وہی قرآن ہے جو محمد صلعم پر نازل ہوا اور کل ضروریات دینی و دنیوی کا مشتمل ہے۔

۲۔ حدیث نبوی کہان تک واجب التعمیل ہے اور اس کا معیار صحت کیا ہے۔

۳۔ اگر حدیث معارض قرآن مجید ہو تو عمل کس پر ہوگا

۴۔ شیعہ صاحبان اپنے آپ کو دیگر فرقہ ہائے اسلام کے سامنے کون سے دلائل و براہین فرقان حمید کی رو سے فرقہ الحق اور ناجی قرار دیتے ہین

۵۔ اصول دین۔ توحید۔ عدل۔ نبوت امامت۔ معاد۔ کس نے وضع کیے ہین اور کب اور ان مین باہمی کیا ربط ہے۔

۶۔ صفات اللہ مین سے خاصکر صفت عدل کیون دوسرا اصل مقرر کیا گیا ہے۔

۷۔ نبوت کے اقسام از روئے لغت و شریعت کیا ہین۔

۸۔ امامت کے معنے از روئے لغت و شریعت مع اقسام۔

۹۔ رسول۔ نبی۔ امام۔ ان مین کیا فرق ہے۔

۱۰۔ امامت کے انکار ایسا اخفا ہوتا ہے جیسا کہ نبوت مین اگر نہین تو منکر امام کی موت موت جاہلیت کیون قرار دیگئی ہے۔

۱۱۔ منصب امامت مثل منصب نبوت وہبی ہے یا نہ۔

۱۲۔ تعداد آئمہ کی دلیل کتاب اللہ سے کیا ہے۔

۱۳۔ اگر آئمہ علیہم السلام منصوص امام ہین تو ہر ایک امام کے متعلق نص پیش کی جاوے نیز اس بات کے لئے کہ امامت ایک ہی خاندان سے مخصوص ہے۔

۱۴۔ آئمہ علیہم السلام پر کن امور کے متعلق وحی ہوتی تھی۔

۱۵۔ حدیث امام اور حدیث نبوی صلعم مین تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

۱۶۔ حضرات آئمہ کی دعوت کو اہل زمانہ نے کیون قبول نہ کیا اور اپنے اسی وقت مین ان کو کہان تک کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۷۔ محمد مصطفےٰ خاتم النبیین مین تو ختم نبوت اور تکمیل دین کے بعد امامت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۱۸۔ اور اگر ضرورت ہے تو اہل اسلام کی موجودہ حالت اور زمانہ کی ضرورت امام کو چاہتی ہے یا نہ۔

۱۹۔ کیا آئمہ علیہم السلام غیب کی خبرین قبل از وقت خداوند سے علم پاکر صابیعین کو سنایا کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی خبر پوری ہوئی اس کی کوئی نظیر ہے۔

۲۰۔ ماموران الٰہی کی شناخت کا کوئی معیار الہامی کتابون مین رکھا گیا ہے۔ اگر ہے تو اس کی تشریح ہو

۲۱۔ امام المنتظر صاحب کب اور کہان اور کس غرض کیلئے پیدا ہوئے تھے کب اور کس جگہ سے کتنی عمر مین غائب ہوگئے تھے اور اس غیبت سے کیا فائدہ ہوا کسی شخص کو خاص خدمت اور خاص وقت کے لئے محفوظ کر رکھنے کی کوئی نظیر ہے۔

۲۲۔ امام مہدی صاحب کہان ہین زمانہ کے زیر اثر اور لوازم بشریت کے ماتحت ہین یا نہ۔

۲۳۔ امام مہدی صاحب کب تک ظہور فرماوینگے اور ظاہر ہو کر کیا کرینگے۔ کوئی پیشگوئی ہو۔

۲۴۔ امام مہدی صاحب ماقبل کے گیارہ اماموں سے افضل ہونگے۔

۲۵۔ تنازعہ حیات اور وفات مسیح ابن مریم کے پیش ہونے پر قرآن نے کیا فیصلہ دیا ہے۔

۲۶۔ کیا کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضرت مسیح ابن مریم کو محی خالق حی قیوم مان سکتا ہے۔

۲۷۔ اگر مسیح ابن مریم مانند دیگر انبیاء علیہم السلام کے فوت ہوچکے ہین تو مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اخبار و آثار کے کیا معنے ہو سکتے ہین۔

۲۸۔ مسیح ابن مریم اس امت مین آکر کیا کریگا اور وہ امام مہدی صاحب سے افضل ہوگا یا نہ۔

۲۹۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کیون مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔

۳۰۔ آیہ استخلاف مین جو خلفائے محمدیہ کو مثیل خلفائے موسویہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مماثلت کے کیا معنے ہین۔

راقم

محمد رمضان علی بن ملا محمد عبدالرزاق +

۴ پیر گولڑوی سے دربارہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام استفسار کیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے بارے مین کیا خیال ہے جس کے جواب مین م

نورالدین پر ریویو

نمبر ۵

نمبر ۴ میں ہم نے فاضل مصنف کا اپنا **ریویو** نورالدین پر دیا ہے۔ جس میں اولاً نہایت ہی لطیف پیرایہ میں مصنف نے کتاب میں بعض چھاپہ کی اغلاط کے رہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ضمناً علامہ موصوف نے **تعلیم الاسلام** کالج قادیان کے مدرسین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خدمت دین کیلئے اہل قلم بنیں اور پھر اپنے ایک عجیب رنگ میں عقاید صحیحہ کو پیش کیا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ اپنا مذہب بتا دیا ہے اور پھر **نورالدین** کے مصنف نے اس ریویو میں ان امور پر بحث کی ہے جو ہمارے ریویو کا چوتھا اور پانچواں جزو تھا یعنے نورالدین متکلم کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کیا ہے اسلئے لوگ کون سی کتابیں موجود ہیں + اب ہم ریویو کے اس نمبر میں چھٹے حصہ پر کچھ لکھیں گے یعنے نورالدین کے

مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیت

نورالدین کی پہلی چار جزوں میں ۱۴ **فقروں** پر مشتمل ایک دیباچہ لکھا گیا ہے۔ **فقرہ اول میں اسلام** کے لفظ میں جو عظیم الشان پیشگوئی ہے اس کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور اس طرز پر اس پیشگوئی کو **اسنے لائیز** کیا ہے کہ ایک دہریہ اور سٹیرنیت کو بھی اسکے سوا چارہ نہیں رہتا۔ یہ پیشگوئی قرآن کریم کی صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کی حقانیت پر ایک روشن دلیل ہے۔ شروع کتاب میں اس فقرہ کے اندراج سے ہی نورالدین کے مصنف نے دکھایا ہے کہ **اسلام** ایک ایسا بیّن اور واضح **مذہب ہے** کہ اسکی سچائی پر خارجی دلائل اور براہین کی حاجت ہی نہیں۔ پھر اسی فقرہ میں قرآن کریم کی ابدی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مکہ اور مدینہ کے فتن دجال سے محفوظ رہنے کی پیشگوئیوں پر ایک لطیف بحث کی ہے اگر **تارک** کی ساری کتاب کے جواب میں صرف یہی ایک فقرہ لکھدیا جاتا تو بھی ہماری رائے میں کافی جواب تھا + پھر اس فقرہ کے آخری حصہ میں فاضل مصنف جہاں ایک طرف جہاد کی **حقیقت** پر روشنی ڈالی ہے وہاں زمانۂ حال کی قلمی جنگ کی تاریخ لکھ ڈالی ہے۔ اور اس اعتراض کا کافی جواب دیا ہے جو بعض ناواقف اور نادان مسلمانوں کیطرف سے کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریوں اور مسیحیوں سے اسلام کو گالیاں دلائی ہیں۔ فقرہ نمبر اول کے اس حصہ میں صفائی کیساتھ دکھایا گیا ہے کہ جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دفاعی جنگ کرنی پڑی تھی۔ اسیطرح پر اس زمانہ میں مسیحیوں اور آریوں نے اسلام پر حملے کرنے میں ابتدا کی ہے اور ہم نے جو کچھ لکھا ہے دفاعی طور پر لکھا ہے۔

اس کے بعد چونکہ **آریہ سماج** کے بالمقابل یہ کتاب لکھی ہے اس کے فاضل مصنف نے مذہبی مناظرہ میں خود دیانندجی آریہ سماج کے بانی مبانی کی کتابوں سے اصول مناظرہ کو پیش کیا ہے۔ ان اصولوں کو پیش کرنے سے مصنف کی غرض و غائیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا **تارک اسلام** کو دکھائے کہ اس نے اسلام پر اعتراض کرنے میں **دیانندجی** کے مجوزہ قوانین مناظرہ کو بھی ترک کر دیا ہے (اگرچہ خود دیانندجی نے ان اصولوں کو ترک کیا ہے)

ان **اصولوں** کے بیان کرنے میں ہی نورالدین کے مصنف نے تارک کی ساری کتاب کا قلع قمع کر دیا ہے۔

چونکہ تارک اسلام اور دوسرے معترضین اسلام نے قرآن شریف پر اپنی کم سمجھی یا عناد کی وجہ سے حملے کئے ہیں اس لئے فاضل مصنف نے عام لوگوں کے فائدہ کے لئے قرآن کریم کو فہم کے لئے **چودہ** اصول بیان کر دیئے ہیں جن کو مدنظر رکھکر اگر قرآن کریم کا ترجمہ کیا جاوے اور اس پر غور کی جاوے تو کوئی اعتراض پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ان اصولوں کو بیان کرنے کے بعد خود مصنف کہتا ہے کہ اگر وہ ہم ہال صرف یہ لحاظ رکھتا کہ خدا کی عظمت و حرمت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے معنے ہوں اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے کیئے جاویں تو اس قاعدہ سے اس کے چنتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تھا۔

یعنے نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵

اس **فقرہ** کے خاتمہ میں آریہ سماج کے عام تعلقات پر ایک پولیٹیشن کی نظر سے فاضل مصنف نے نظر کی ہے اور ساتھ ہی ایک سنجیدہ مذاق کے رنگ میں **آریہ مذہب** کے ستون کو گرایا ہے۔ اور وید اور ان کے تراجم و تفاسیر کے غیرمعتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ آخری پیرگراف اس فقرہ کا اسطرح پر ختم کیا ہے۔

”اور اپنے بارے میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیں کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں مہارشی کی کتابوں سے کچھ کر کوئی اعتراض کرے تو فرمادیں سوامی جی بہاشہ زبان نہیں جانتے تھے ان کے ستیارتھ اور وید دن کے بہاوارتھ اور ناگری ترجمہ میں جاہل بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے یہ قابل اعتقاد نہیں اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق وحقیقت کو وید کی سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں میں نے تو اب تک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہیں دیکھا بلکہ منشی رام جی کیا سو کے ترجمہ سے ہو سکا ہے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ سنہ ۹۱ ء میں لیکہرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانندجی کے مہان بہاشیہ میں ارتہہ انرتہہ ہیں اور بہاوارتہہ غلط۔ دیکھو منشی رام کی پہو سکا صفحہ ۴۳ و ۵۳ “

اس طرح پر پہلا فقرہ ختم کیا گیا ہے گویا اس فقرہ میں خداتعالیٰ کی ہستی **اسلام** کی سچائی۔ قرآن کریم اور نبی رؤف الرحیم کی صداقت پر بحث کی ہے اور پھر اندیا کے مذہبی مناظرات کی تاریخ اور جہاد کی حقیقت پر بحث ہے پھر **آریوں** پر انہیں کے بانی مبانی پنڈت دیانند صاحب کے مقرر کردہ اصول مناظرہ کے رو سے حجت ملزمہ قائم کر کے اس رنگ میں ترک اسلام کا جواب دیا ہے۔ اور پھر قرآن کریم کو فہم کے چودہ اصول بتا کے۔ اور صرف ایک ہی اصل کے ذریعہ تارک کے چنتیس سوالات کا جواب دیا۔ اور آخر میں آریہ **سماج** کے ساتھ مباحثہ کرنیکا ایک اصل بتایا۔ اور ان کی **کتابوں** کے بے اعتبار ہونے کا انہیں کی تحریروں سے ثبوت دیا ہے۔ اسطرح پر اس فقرہ میں چار مختلف طریق سے تارک کا رد کیا گیا ہے اور **اسلام** اور قرآن کریم کی عظمت دکھائی گئی ہے۔ (باقی آئندہ)

روسیوں کا قدیم مذہب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو ایک خیمہ الگ گاڑ کر اور اس میں تھوڑا سا کھانا پانی وغیرہ رکھکر بیمار کو اس میں ڈالدیتے ہیں اور جب تک وہ بیمار رہتا ہے نہ کوئی اس کے پاس جاتا ہے نہ اس سے بات چیت کرنا روا رکھتا ہے خصوصاً غلام وخادم کی تو بہت ہی مٹی خراب ہوتی ہے۔ اگر مریض تقدیر سے اچھا ہو گیا تو پھر ان میں آکر ملتا ہے اور اگر قضا ہی آگئی اور مر گیا تو اسے بیجا کر جلا آتے ہیں لیکن جلاتے اسی صورت میں ہیں کہ مرنے والا کوئی وجیہ دولتمند ہو ورنہ بیچارے غلام وغیرہ تو مرنے کے بعد وہیں چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور کتے اور گدھ انکی بوٹیاں نوچ نوچکر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

اگر کوئی چور گرفتار ہو جائے تو اسکی یہ سزا ہوتی ہے کہ گلے میں رسی باندھکر کسی بلند اور تنہا درخت میں لٹکا دیتے ہیں اور اسکی لاش وہیں لٹکی سوکھا کرتی ہے اور باد و باران کی شدت سے جب وہ رسی ٹوٹتی ہے تو لاش زمین پر گر جاتی ہے۔

جب کوئی رئیس مرتا ہے تو اس کی لاش کے ساتھ عجیب عجیب حرکتیں کیجاتی ہیں۔ ادنےٰ بات یہ ہے کہ جلا دی جاتی ہیں۔ میں مدت سے مشتاق تھا کہ موقع ملے تو دیکھوں کہ امرا اور روسا کی مرنے کے بعد کیا گت ہوتی ہے۔ اتفاق سے میرے زمانہ قیام ہی میں ایک بڑے آدمی کا انتقال ہو گیا۔ پہلے اس کے لئے ایک چھت دار قبر بنا کر اس میں دفن کیا گیا اور اوپر سے قبر کو پاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد کفن وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔ دس دن میں اس سے فرصت ملی۔ امرا کے مردے پہلے اسطرح دفن کر دیئے جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ غریب آدمی تو فوراً مردے کو ایک چھوٹی سی کشتی میں رکھکر جلا دیتے ہیں لیکن امیر کے مرنے پر اسکے کپڑے سیا و کیلئے دفن کر کے اسکا مال و منال جمع کرتے ہیں اور اس کو تین حصے کر کے ایک تو وارثوں کو دیدیا جاتا ہے اور دوسرے حصے سے مرنے والے کی تجہیز و تکفین کی تیاری ہوتی ہے اور باقی تہائی دولت کی شراب خریدی جاتی ہے۔ جسے نعش کو جلانے کے دن قوم بھر کو پلائی جاتی ہے۔ یہ لوگ پرلے درجہ کے شرابی ہوتے ہیں۔ دن رات شراب ہی میں مدہوش نظر آتے ہیں۔ مرتے مر جائیں مگر شراب نہیں چھوڑتے ان اقوام میں بھی ہندوستان کی آریہ قوموں کیطرح ستی ہونیکی رسم ہے مگر یہ زیادہ تر روسا سے مخصوص ہے جب کوئی امیر مرتا ہے تو لوگ مرنیوالے کی لونڈیاں جو بمنزلہ بیویوں کے ہوتی ہیں دریافت کرتے ہیں کہ تم میں سے کون اپنے خاوند کے ساتھ مرنا اور جلنا چاہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بدنصیب اسکا اقرار کر لیتی ہے۔ اقرار کرنے سے وہ کسیطرح اپنے وعدہ سے نہیں پھر سکتی بلکہ اسی وقت سے دو لونڈیاں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں جہاں وہ جاتی ہے یہ بھی سایہ کیطرح ساتھ ہوتی ہیں۔ مگر ہر طرح سے اسکی خدمت بجا لاتی ہیں۔ نہلانے دہلانے کی خدمت بھی انہیں کے سپرد ہوتی ہے اور اس کی تجہیز و تکفین کا سامان بھی یہی کرتی ہیں تعجب ہے کہ اس خودکشی کرنے والی کنیز کے دل پر ان دنوں میں ذرا بھی میل نہیں آتا وہ ہر وقت نہایت ہشاش و

دار الامان کا ہفتہ

...رت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
...ناندان خدا کے فضل و کرم سے
...ت ۲۳ جون ۱۹۰۴ء
...ریف لیگئے ۔ گرداسپور

...حکیم الامۃ اور مولانا
...خیریت سے ہیں ۔
...بنام کرم الدین وغیرہ
...مقرر تھی لیکن ما رتاریخ
...کہ جناب مجسٹریٹ
...دا کہ ہر اپنے صاحبزادہ
...مدد دن کی رخصت پر تشریف
...جون پر ملتوی ہوا ۔
...ے مقدمہ کی مقرر تھی وہ
...ملتوی ہوا ۔ ۲۳ جون ۱۹۰۴ء

...ط عبد القدوس صاحب قدسی پر جرح
...مقدمہ اڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ
...رت منجانب مستغاثہ دی گئی ہیں ۔ اور
مولوی عبد الکریم صاحب اور اڈیٹر الحکم پر جرح کرنے کو
۲۹ جولائی ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ۔
حضرت اقدس کے مقدمہ میں استغاثہ کی شہادت میں
دو گواہ مولوی غلام محمد قاضی تحصیل چکوال اور ...
محمد جی قاضی تحصیل جہلم پیش ہونے تھے مولوی غلام ...
کا سمن تعمیل نہیں ہوا ۔ اس کیلئے مکرر ۹ جولائی ۱۹۰۴ء
کیلئے سمن جاری ہوا ۔ اور مولوی محمد جی حاضر
تھے انکی شہادت کیلئے ۲۸ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ۔
پیسہ اخبار میں جو مضمون کسی نے شائع کرایا ہے
کہ فریقین کو بعض لوگ صلاح دیتے ہیں کہ صلح ہو جانی
تو چاہیئے ۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہتے
ہیں کہ بعض نیک دل اور شریف لوگوں نے یہ سلسلہ
چھیڑا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے
کیوں کامیاب نہیں ہوئے ؟ اس کا جواب انشاء اللہ
العزیز کسی دوسرے وقت مفصل حالات
شائع ہونے پر مل سکیگا ✦

امور منزلیہ

... ۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت
...عود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
...مین دختر نیک اختر پیدا ہوئی ۔
اسم ... بچہ کی حالت صحت اور حضرت ام المؤمنین
کی طبیعت بہت اچھی ہے ۔ دعا ہے اس مولود مسعود کو
خیر و برکت کا موجب بنا دے ✦ آمین ۔
ام (دخت کرام ...) ... شائع ہو چکا ہے ...

مدرسہ تعلیم الاسلام اور توجہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں متواتر توجہ دلائی گئی ہے کہ سردست مدرسہ کو پانسو روپیہ کی اشد ضرورت ہے ۔ اسکے لیئے اکثر احباب نے چندہ بھیجا ہے ۔ اور ابھی تک یہ رقم پوری نہیں ہوئی ہے ۔ پانسو روپیہ کی خاص ضرورت محض اس بنا پر پیش کی گئی ہے کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس عنقریب اگست ۱۹۰۴ء میں تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ کرنیوالے ہیں اور ان کے آنے سے پیشتر بعض کمرے جنکی اشد ضرورت ہے بن جانے ضروری ہیں ۔ چنانچہ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور برسات بھی قریب آگئی ہے اسلیئے جسقدر جلد ممکن ہو اس تعمیر کا کام ختم ہونا ضروری ہے اور یہ منحصر ہے روپیہ پر ۔ لہذا ہم تمام مخلص احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں ۔ امید ہے کہ یہ چند سطور کافی سمجھی جاوینگی اور الحکم کی اگلی اشاعت تک ہم یہ ظاہر کرنے کے قابل ہو سکیں گے کہ پانسو روپیہ کی رقم پوری ہو گئی ۔

اسی کے ضمن میں میاں **احمد نور صاحب** مہاجر شاگرد مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کے مکان کیطرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ برسات کے شروع ہونے سے پہلے اس کا ختم ہو جانا بھی ضروری ہے ورنہ اب تک جو روپیہ اس پر خرچ کیا گیا ہے ۔ وہ بھی خدانخواستہ ضائع ہو جائیگا ۔ اسلیئے قوم جلد توجہ کرے اور **دو سو روپیہ** کی رقم جو اس مکان کیلئے مانگی گئی ہے پوری کر دے ✦

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے مشہور ہے ۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کے ہاں ملیحہ آبادی انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جن بھائیوں کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکھیں اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہو جائیگا دوسرے عمدہ چیز مل سکیگی ۔ اور قیمت میں جہانتک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے ۔ **قومی تجارت** اور قومی کاموں کی قدر کرنیوالوں کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہیئے ۔ ماہ جون اور جولائی میں حسب ذیل قیمت ہوگی ۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آموں کی بہنگی یا پارسل دس سیر وزن کا جس میں خالص آم ۸ سیر ہونگے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن عہ اور بیس سیر کا پارسل بقیمت صہ ۔ ریلوے محصول خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا ۔ پہل قدرے خام بھیجے جاتے ہیں جو تین چار روز رہنے سے بخوبی پختہ ہو جاتے ہیں ۔ تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب احمدی رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہیئے ✦

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیحؑ

ایک اسلام کے **فاضل** نے لکھا تھا ۔ کہ حضرت مسیحؑ جو تعلیم لوگوں کو دیتے ہیں ۔ آپ انہوں نے ہرگز اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا نہ انمیں کوئی **اخلاق کی خوبی تھی** جبکی شان یہ ہے کہ صرف زبانی باتیں نہ ہوں بلکہ عملی طور پر انکا نمونہ دکھایا جاوے اور نیز موقعہ اور محل کا بھی خیال ملحوظ ہو کیونکہ تلوار نہ چلا سکنا کوئی اخلاقی خوبی نہیں ۔ ہاں تلوار چلانے کی قدرت رکھتے ہوئے پھر تلوار میان میں ڈال لینا اعلیٰ درجہ کی اخلاقی خوبی ہے ایسا ہی انتقام نہ لے سکنا کوئی خوبی نہیں ۔ لیکن انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہوئے درگذر کرنا البتہ اعلیٰ درجہ کا اخلاقی خوبی ہے ایسا ہی حقیقی حلم کیلئے سخت گوئی پر طاقت رکھنا شرط ہے ۔ حقیقی شجاعت کے لئے **خوفناک** دشمنوں کا مقابلہ سخت ہے مسیح نے نہ کوئی شجاعت دکھائی ۔ نہ حقیقی عفو کا خلق ان سے ظاہر ہوا ۔ نہ کوئی اور اخلاقی خوبی انکی پائی جاتی ہے جو علم اخلاق کے نزدیک خوبی کہلائی جا سکے (دیکھو کتاب اخلاق جلالی و اخلاق ناصری وغیرہ)

ایک شخص کا کبیرہ گناہ سے **معصوم** ہونا ایک معمولی بات دنیا میں سینکڑوں آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے ہوئے اور صاحب **نفس مطمئنہ** موجود ہیں ۔ مگر اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی خوبی رکھنا واقعی ایک کمال ہے جسکی وجہ سے ایک شخص انسان کامل کہلانے کا مستحق ہے اور وہ **صرف ایک ہی شخص ہے** ۔ **یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم**

اب یہ ایک بالکل صاف بات تھی اور مسلم امر کہ واقعی حضرت مسیح میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی ۔ کیونکہ انکی کوئی اخلاقی خوبی شجاعت ۔ صداقت ۔ عفو ۔ حلم ۔ سخاوت وغیرہ محک امتحان پر نہیں رکھی گئی اور نہ کسی امر کا ثبوت ملتا ہے مگر ایک **ظریف عیسائی** نے جسکی صداقت آمیز تحریر کیوجہ سے ہم اسے **مسخرہ عیسائی** کا لقب دیتے ہیں ۱۴ جولائی ۱۹۰۰ء کے پرچہ نور افشاں میں ایک **عجیب** ظرافت آمیز لطیفہ لکھا ہے ۔ **ظریف موصوف** حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (قدرت انتقام رکھتے ہوئے معاف کرنا) کا ثبوت اسطرح دیتے ہیں (اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا ۔ تب یسوع نے کہا اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کی بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کردیگا پر نوشتوں کی بات کہ یونہی ہونا ضروری ہے کیونکر پوری ہوگی (متی ۲۶ باب ۵۱ - ۵۴)

واہ **مسخرے** صاحب واہ ! اب آپ نے واقعی حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (صفت عفو) ثابت کر دی ۔ مسیح کا انتقام پر طاقت اور قدرت رکھنا یہاں کہاں پایا جاتا ہے ۔ بلکہ ایسا تو حضرت مسیح نے پہلے درجہ کی بزدلی کیوجہ سے کیا ۔ کیونکہ اسوقت حضرت مسیحؑ کو ایک بڑی جماعت مخالفین نے تلواروں اور لاٹھیوں سے گھیر لیا تھا اور یسوع کو گرفتار کرکے لے چلے تھے (متی ۲۶ باب ۴۷ - ۵۹) ایسے وقت یسوع کے ایک شاگرد نے غصہ والا ... نوکر کا کان اڑا دیا ۔ حضرت مسیح نے ڈرتے ہوئے کہ تلوار میان میں کر لے کا حکم دیا تا کہ اسکی وجہ سے مجھے جلدی قتل نہ کر دیں ۔ یسوع کو تو اسوقت اپنی کمزوری اور اپنے لوگوں کی بزدلی کا حال بخوبی معلوم تھا ۔ چنانچہ واقعی اسکے سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ ان پر کچھ بھروسا نہیں تھا (متی ۲۶ باب ۵۶) پطرس نے ایسی حالت میں اپنے خداوند کا انکار کیا ۔ بلکہ **لعنت** بھی کی (متی ۲۶ باب ۶۹ - ۷۵) پس ایسے طامع اور مطلبی لوگوں کا کیا بھروسہ تھا انسان کے بھروسہ پر حضرت مسیح کی کیا طاقت اور جرأت ہو سکتی تھی تا سمجھا جاسکے کہ حضرت مسیح نے قدرت رکھتے ہوئے تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا ۔ البتہ یہ ایک لطیفہ اور مذاق ضرور ہے جسکی وجہ سے ہم نے محرر مضمون کو **مسخرے** کا خطاب دیا ۔

انجیل مسیحؑ کو تو جب کبھی تنہائی میں موقع ملتا رہا اپنے دوستوں کو یہی ہدایت کرتا رہا ۔ کہ جس پاس نہیں کپڑے بیچ کر تلوار لے ۔ (لوقا ۲۲ باب ۳۶) اور یہ کہ میں دنیا میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (متی ۱۰ باب ۳۴) اور لوگوں کو سانپ ۔ سانپ کے بچے ۔ حرامزادے وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا رہا ۔ پس مسیح کی پرائیویٹ زندگی کی حالت تو یہ تھی ۔ کہ وہ بے بسی میں بھی تلوار لینے کی ہدایت کرتا تھا اگر اسے اختیار ملتا تو خدا جانے کیا کرتا ۔ اس بے بسی میں ذوق بشر کا یہ حال ہے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پس اس فاضل اسلام کا قول بہت بالکل ٹھیک ہے کہ واقعی یسوع میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی جس کے لیئے محل اور موقعہ اور قدرت اور وسعت شرط ہے ۔ لیکن **عجیب تماشا** کیا ہے ۔ جب اسنے محض مسخرے طور پر یسوع کے اس واقعہ کو پیش کر دیا ہے جبکہ اُسے گرفتار کرکے قتل کے درپے تھے اور ایسی حالت میں محض ڈر اور خوف کے مارے یسوع نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میان تلوار میان میں کر یہ موقعہ شمشیر زنی کا نہیں جو تلوار سے مارتے ہیں خود تلوار سے مارے جائینگے ۔

پس سچ یہی ہے کہ عیسائیوں کے ابن اللہ میں اصلی خوبی اخلاق کی ہرگز نہ تھی بلکہ صرف لئے عصمت ہی ایسا ... یکجا وری کے یہ سب اخلاق و فضائل منہ کی باتیں تھیں ۔ انجیلی مسیح اصلی اخلاق کی خوبی کے رنگ سے ہرگز رنگین نہیں تھا ۔

ہاں اخلاق اعلیٰ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ضرور چمک رہے ہیں کہ باوجود ۱۳ برس مکہ میں کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کو سخت سے سخت ایذائیں دیں ۔ راستے میں کانٹے کھینچے نماز پڑھتے ہوئے اوجھڑیاں اوپر ڈالیں پتھر مار کر سخت مجروح کیا ۔ تین برس تک **شعب ابی طالب** میں قید رکھا ۔ دانت توڑے ۔ آپکے رفقاء کو جان سے مارا ۔ زندہ درگور کیا ۔ جلتی ہوئی ریت پر پھینکا ۔ مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد بھی پیچھا نہ چھوڑا ۔ فوجیں چڑھا لائے ۔ اور کیا کچھ تکالیف نہیں ۔ جو آپکے وجود مسعود کو پہنچائیں

مگر جب آپ نے ان پر فتح اور اقتدار حاصل کیا تو ان سب باتون کو بالکل فراموش کر دیا اور زبان تک نہ لائے ایسے وقت مین جبکہ کفار مکہ کو قطعی امید تھی کہ ابھی اپنے گذشتہ قصورون کے بدلے مین تہ تیغ ہونے چاہتے ہین آپ نے ان اخلاق اعلےٰ کو کام مین لا کر جو بجز ایک خدائی آدمی کے کسی مین پائے نہین جا سکتے۔ سب کو معاف کر دیا اور **لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین**۔ کہا جس کے یہ معنی ہین کہ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ مین نے تم کو بخشا اللہ بہی تم کو بخشے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ خدائی عفو اور رحم کا نمونہ دکہا یا۔

ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے دیگر اخلاق و اوصاف کا حال ہے کہ دنیا مین اونکی نظیر ہرگز ہرگز نہین پائی جاتی۔ آپ کی **سخاوت** کا یہ حال تہا کہ باوجود بادشاہ عرب ہونے کے آپ کے گہر مین بجز فقر و فاقہ کے کچہ نہین تہا چنانچہ بخاری اور مسلم مین بالاتفاق لکہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے گہر والے دو دو مہینے برابر بہی جو کی روٹی سے آسودہ نہین ہوے یہانتک کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اہل بیت کئی کئی راتین خالی پیٹ سو رہا کرتے تہے۔ اور جب کہانا کہاتے تہے تو اکثر اوقات کہانا آپ کا جو کی روٹی غذا ہوتا تہا۔ کیا عیسائی لوگ آنحضرت ﷺ کا اس خصوص مین مقابلہ کر سکتے ہین جن کے خداوند مسیح کا نام ہی کہاؤ پیو اور گنہگارون کا یار بن گیا ہے اور جس نے محض طمع کے مارے ایک انجیر کو سکہا کر بد دعا دی تہی۔ دیکہو سچا فقر یہی ہے کہ باوجود سب کچہ موجود ہونے کے سب کچہ محتاجون کو بانٹ دیا جائے اور آپ فقر و فاقہ مین قناعت کرین۔ سو یہی وصف آنحضرت ﷺ مین تہا۔ جو کچہ آپ کے پاس آتا فوراً خدا کی راہ مین یا اعلاء کلمۃ الحق مین صرف کر دیتے بہت سے حاجتمندون کو آپ نے ریوڑ کے ریوڑ بکریاں بخشدین۔ دوسرون کو اپنے اوپر ہمیشہ مقدم رکہا اور سچ یہ ہے کہ فقر فخری آپ کے شایان شان تہا۔

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ

عیسائیون کے خداوند مسیح کی نسبت انجیل سے ہرگز ثابت نہین کہ کبہی کسیکو ایک کوڑی بہی عطا کی ہو۔ باوجودیکہ آپ کے پاس روپیون کی تہیلی بہی موجود رہتی تہی۔

ایسا ہی آنحضرت کی **شجاعت** کا حال تہا آپ یہان تک بہادر تہے کہ عرب کے بڑے سے بڑے پہلوان غورث کو آپ نے زمین پر پچہاڑ دیا۔ خدا کے دشمنون کو چکنا چور کر دیا۔ اور اپنی نسبت پیشگوئی فرمائی کہ مین ہرگز دشمنون کے ہاتہ سے نہ مارا جاؤنگا (**واللّٰہ یعصمک من الناس**) مگر یسوع نے دنیا مین کوئی شجاعت کا نمونہ نہین دکہایا۔ بلکہ آپ ہی ایسی ذلت اور خواری کے ساتہ مصلوب ہوئے اور مارے گئے کہ خدا دشمنون کے بہی نصیب نہ کرے بیشک اگر یسوع بہی شجاعت دکہا کر دشمنون کے ہاتہ سے مارا جاتا تو اس کا نام بہادرون کی لسٹ مین لکہا جاتا تاہم مگر اب تو کفر کے جرم مین مجبوراً پکڑا گیا اور پہانسی دیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کے **علم و تحمل و اخلاق** کا یہ حال تہا کہ آپ نے کبہی کسی شخص کو گالی نہین دی۔ نہ بد زبانی کی۔ حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت فرمایا کہ **وانک لعلیٰ خلق عظیم** ای تو اعلےٰ سے اعلےٰ اخلاق پر مخلوق ہے مگر یسوع نے اپنی قوم کے لوگون کو ہمیشہ گالیان نکالین۔ انہین بد اور حرامکار کہکر پکارا۔ سانپ کے بچے خطاب دیا اور کوئی کسر اٹہا نہ رکہی۔

آنحضرت ﷺ کی **تواضع و انکسار** یہان تک کہ آپ نے فرمایا کہ **لا تفضلونی علیٰ یونس** مجہے یونس نبی پر فضیلت مت دو۔ مگر یسوع نے اپنے تئین سب انبیاء سے برتر ٹہیرانے کیلئے ان کو چور اور بٹ مار خطاب دیا (یوحنا ۱۰ باب ۸)

آنحضرت ﷺ کے **ورع و اتقا** کا یہ حال تہا کہ آپ نے کسی اجنبی عورت کے ہاتہ مین ہاتہ نہین دیا۔ نہ خلوت مین کسی عورت کے ساتہ کبہی بات چیت کی۔ مگر یسوع ہمیشہ بیگانہ عورتون سے کہلا تکلف ان سے اختلاط وار تہا اور کنچنیان رکہتا تہا جس کے مخالف کو یورپ کے سخت کا مورخ لکہتا ہے اور عیسائی بہت خوش عقیدگی سے ہرگز کچہ جواب نہین دیتے ہین۔

آنحضرت کی **عبادت** کا یہ حال تہا کہ ساری ساری رات خدا کی عبادت اور تہجد مین گذار دیا کرتے تہے۔ تہجد مین آپ کے پاؤن مبارک ورم کر جاتے مگر یسوع کی عبادت اور شب گذاری کی بابت کچہ ثابت نہین۔

حضرت رسول کریم صلعم کی تعلیم کا یہ اثر تہا کہ آپ کی زندگی ہی مین عرب کے لوگ وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بن گئے اور سارا عرب آپ کے جیتے جی مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام دین و دنیا کے بادشاہ ہو گئے اور دنیا مین ایسی ترقی اور تہذیب کی روح پہونکی کہ اس کی دنیا مین نظیر نہین ہے۔ مگر یسوع کی تعلیم کا اثر خاک بہی نہین ہوا۔ بارہ حواری بہی سارے کا...

ضعیف الاعتقاد اور بے ایمان رہے اور ان مین سے ایک نے تو ۳۰ روپیہ رشوت لیکر یسوع کو پکڑوا دیا اور باقی سب فرنٹ ہو گئے

حضرت رسول کریم ﷺ کا **دفع** کمال عزت کے ساتہ ہوا۔ مگر عیسائیون کا یسوع (معاذ اللہ العظیم) **موت** سے مرا۔ اور ملعون ہوا۔

یہ تو یسوع اور جناب محمد ﷺ رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا مجمل مقابلہ ہے۔ ہم بڑے خوش ہونگے اگر لارڈ بشپ صاحب یا کوئی اور عیسائی جناب رسول کریم ﷺ کے ساتہ ان باتون مین **یسوع کا** مقابلہ کر کے دکہلائے۔ اور حقیقی اعلیٰ اخلاق کا انہین پتہ دے کہ کیا وہ یسوع جو خدا ہو کر اپنے نیک ہونے سے بہی انکار کرتا ہے (متی ۱۹ باب ۱۷۔ مرقس ۱۰ باب ۱۸) ان کی ایسی سخت بے ادبی کی کہ اسے بڑی توبیخ سے کہا۔ کہ اے عورت مجہے تجہ سے کیا کام (یوحنا ۲ باب ۴) یارون کو جہوٹ بولنے کی ترغیب دی (مرقس ۸ باب ۳۰۔ متی ۱۶ باب ۲۰۔۱۳) جہوٹا وعدہ کیا (لوقا ۲۳ باب ۴۳) سبت کی حرمت توڑی (متی ۱۲ باب ۱۔۹) فاحشہ عورات سے پیار کرتا رہا۔ حرام کی کمائی سے پرہیز نہ کی (یوحنا ۱۱ باب ۵۔ ۱۲ باب ۲ وغیرہ) مرادون کے تختے ہیکل سے الٹ دیئے۔ دو ہزار سورون کے غولون کو جو غیر واہون کی ملکیت تہے پانی مین ڈبو دیا۔ انجیر کے درخت کو اپنی جسمانی غرض سے سکہا دیا (متی ۲۱ باب ۱۹۔ یوحنا ۲ باب ۱۵ وغیرہ) ایسا شخص اس ذات مقدس کے مقابل نکل سکتا ہے۔ جو مان باپ کی اول درجہ کی تعظیم کرنیوالا۔ شروع ہی سے امین و صادق کے لقب سے ملقب۔ صادق الوعد۔ شریعت کا اعلےٰ درجہ کا متبع۔ فاحشہ عورات سے سخت پرہیز کرنیوالا۔ اور سید الاتقیا زبدۃ الاصفیا اور حقیقی اخلاق کا مالک تہا۔

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

مطبع کی بعض زیر باریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک دیجاوین بالکل اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدینگے وہ نہ صرف ایک چہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرینگے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے ٹہیرینگے پس ہم عام اعلان کرتے ہین کہ ذیل کی کتابون مین آخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم ا

چوتہائی قیمت کرینگے جو چاہے

نام کتاب
ازالہ اوہام ہر دو حصہ
آریہ دہرم (رد آریہ)
ست بچن (بابا نانک اور دیانند کا)
تقریر ... نماز پر اور وحدت
حضرت اقدس کی تیس سالہ تحریر
(الہام تناسخ وید اور قرآن)
سراج الدین عیسائی کی چار سوالون کا جواب
تفسیر سورۃ تبت
فیصلہ آسمانی ۲؍
تحذیر المومنین۔ فتوی کفر کا لطیف جواب ۹؍
فک الشک ۱؍
شمس بازغہ۔ پیر گولڑوی کا رد عہ
سواء السبیل ۱۰؍
رد تنسیخ و تشیعہ از حکیم الامۃ ۲؍
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات) ۴؍
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور مین دعا اور تقریرین ۱؍
برہان الحق (رد نصاریٰ) ۳؍
تفسیر القرآن پارہ اول
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء
نمونہ قرآن مجید۔ مرتبہ یسرنا القرآن ۳؍
فیض احمدی
قصیدہ ضوابط الاسرار
وفات مسیح پنجابی ۲؍
اصلاح الفطر رد آریہ ۲؍
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲ ۱؍
سلک مروارید۔ عورتون کیلئے ایڈیٹر کا پہلا رسالہ ۴؍
النصح (عیسائیون کی خواص نشانات) ۲
نور القرآن جلد دوم (عیسائیون کا جواب)
برکات الدعا و اصول التفسیر

پورے سٹ کے خریدار کو صرف چہہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جائینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

ا؎ شامی بیویون کا ہونا تقدس کے برخلاف نہین۔ حضرت داؤد ؑ کی سو اور حضرت سلیمان ؑ کی ایک ہزار حضرت ابراہیم ؑ کی تین تہین۔ لمرہ برگ مقدس اور راستباز نبی ہین۔ الیسی ہی کرشن جیند اور راجہ جسرتہ دغیرہ اوتار کو نیوگی اور نیوگن دو تین دس کے پاس جا کر مقدس ہو سکتے ہین۔ اور مکتی حاصل کر سکتے ہین۔ یہ آریہ گزٹ اور نور افشان کے نوٹ کا جواب ہے +

ا؎ کتب سابقہ کے برخلاف تثلیث کی تعلیم دی اپنے تئین ابن اللہ اور خدا کہا یہی اس کا کفر تہا جس کے بدلے مین سولی دیا گیا۔ دیکہو انجیل ۱۲

۲؎ جیسے طرح امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار فوج یزید کا مقابلہ کرکے دنیا مین اول درجہ کی شجاعت دکہائی۔ اور شجاعت کہ ان سے فخر حاصل ہوا۔

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۱۱

ہم نے گذشتہ دو نمبروں میں بڑی صفائی سے دکہایا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مرحوم ایک معزز رئیس اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار دوست اور معتقد رہ چکے تھے۔ پھر ڈاکٹر گریسولڈ پاکسی اور کا حضرت مسیح موعود کا آبائی پیشہ دوا فروشی قرار دینا اس بغض اور عداوت کو ظاہر کرتا ہے جو راقم مضمون مذکور آپ کے ساتھ ہے۔ پھر آگے چل کر پاؤنیر پیادر کا نامہ نگار ایک اور خطرناک غلط بیانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ چنانچہ لکہتا ہے کہ

"غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں اشتہارات
اور چپی ہوئی ادویات کے ذریعہ سے
وبا کے زمانہ میں بہت کچھ کرلیا
مگر کار گورنمنٹ نے دست اندازی
کرکے اس کی کارروائی کو بند کیا"

اس سے بے معنی تر فقرہ شاید پاؤنیر کے کالموں میں کبھی شائع ہوا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کرکے اسکی کارروائی کو بند کیا واقعات صحیحہ کے صریح خلاف اور متضاد ہے اور ایسا ہی آپ کی کارروائی کو ادویات اور لاف زنی پر منحصر کرنا اور شرمناک غلطی ہے۔

اگر یسوع ناصری کی نسبت ایسا کہا جاوے کہ اس نے لاف زنی کے ذریعہ اپنے چند شاگرد جمع کئے تھے تو کوئی عجیب خیز امر نہ تہا کیونکہ خود عیسائی مورخین اور مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ حواری لالچی اور دنیادار تھے اور وہ یسوع کے ان وعدوں پر کہ میں بادشاہ ہوں وغیرہ پر بہولے کہ اس کی بادشاہی میں یہ ایسے خیال داخل ہوئے تھے کہ اسکی بادشاہت ہوگی تو ہم ارکان دولت ہوں گے اور اسی خیالی سلطنت کے خواب دیکھ دیکھ کر بعض نے کپڑے بیچ کر تلواریں لو اور ہشیار رہو خریدے مگر وہ سلطنت نہ ملنی تھی نہ ملی اور بیچارے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے آخر بعض نے لعنت بہیجی اور کسی نے گرفتار کرا دیا اس قسم کی لاف زنیوں کا بہت سا ذخیرہ عہد نامہ جدید کے اوراق میں ملے گا اور غالباً پاؤنیر اور اس کا نامہ نگار اور ڈاکٹر گریسولڈ صاحب سے ناواقف نہیں ہونگے

لیکن حضرت مسیح موعود کے متعلق اس قسم کا بیان خطرناک غلطی ہے۔ جو پاؤنیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے یسوع ناصری کو تو الزام تہا۔ اور الزام بغاوت تہا اس پر جرم لگایا لیکن حضرت مسیح موعود کی وفادارانہ سیرت اور خدمات کا تو خود گورنمنٹ نے بھی اعتراف کیا ہے

وبا کے دنوں میں حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کیا ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بھی وفاداری اور بنی نوع انسان کی حقیقی بہی خواہی کا نتیجہ ہے اس وقت پنجاب میں سگریگیشن کے قواعد کے متعلق خطرناک غلط فہمی ملک میں پہیلی ہوئی تھی۔ اور اسی غلط بیانی اور غلط فہمی کی وجہ سے پنجاب کے طاعون زدہ حصے کے بعض مقامات پر رعایا میں جوش اور بدمزگی بھی پیدا ہو گئی تھی اس وقت لوگوں کی اصلاح خیال اور گورنمنٹ کی تدابیر اور انتظامی تجاویز کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے میں کامیاب ہونیوالا شخص اگر کوئی تہا تو وہ یہی **مرزا غلام احمد** صاحب تھے جنہوں نے خاص قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ کے لئے اشتہار دیا اور خصوصیت کے ساتھ اسی مقصد کے لئے لوگوں کو جمع کرکے مذہبی طور پر گورنمنٹ کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی اور سگریگیشن کے قواعد کے مفاد ذہن نشین کئے اور پھر ان تقریروں کو عام اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ملک کے ہر ایک حصہ میں پہیلا دیا اور وہ زہر جو طاعون کے ساتھ گورنمنٹ کی نسبت غلط خیال کا پہیل رہا تہا۔ اسے دور کر دیا۔ یہ کارروائی تو البتہ اس شخص نے **ایام وبا** میں کی تھی جسکی قدر خود گورنمنٹ نے بھی کی چنانچہ مندرجہ ذیل چٹھی اس کے متعلق لکھی گئی اور انہی دنوں معزز روزانہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ذیل کا نوٹ شایع ہوا۔

ترجمہ

چٹھی نمبر ۲۱۳-۲ ایس

منجانب ایچ جے ماینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب
بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور
شملہ مورخہ ۱۰ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب نواب لفٹیننٹ گورنر گورنر صاحب بہادر میں اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام روداد کو جو ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کے لئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اس وقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔

حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ میں اس امر سے شکریہ کا اظہار کروں جو کہ اس جلسہ کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی۔

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ جون ۱۸۹۸ء

ترجمہ

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ میں جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا جہاں بیماری طاعون کو دور ہو جانے کیلئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نورالدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی تہی۔ اس کا مفاد اور شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنیوالوں کو دی گئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تہا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دینا چاہتی ہے جہوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکہتا ہے ایک لحظہ بہر کیلئے بھی نہیں تسلیم نہ کرنا چاہئے اور سخت خطرہ کی حالت میں مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گہروں سے کہلے میدان میں سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈہانک کر آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں۔ +

جیسے غدر کے طوفان بے تمیزی میں آپ کے والد ماجد نے ایک گرانقدر امداد گورنمنٹ عالیہ کو دی تہی اسیطرح اس طاعون کے طوفان بے تمیزی میں آپ نے اس طریق پر مدد دی کہ لوگوں کے نارواں اور بیہودہ خیالات کی اصلاح کی۔ اور اسطرح اس فساد عظیم اور بڑے بے درمان کو روکدیا۔ جس کے پہیلنے کا ملک میں سخت اندیشہ تہا۔ یہ کام تو بیشک آپ نے ایام وبا میں کیا ہے اگرچہ پاؤنیر یا اس کے نامہ نگار کے نزدیک یہ قابل قدر کام نہیں ہو تو پھر ہمیں کہنا چاہئے کہ وہ گورنمنٹ اور رعایا کا بدخواہ اور بدگو سمجہا جاتا ہے اور پھر یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کرکے اس کی کارروائی کو بند کیا ایک ایسی غلطی ہے جسکی تردید اور تلافی آسان نہیں اور دراصل گورنمنٹ پر بھی ایک پہلو سے حملہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ خواہ نخواہ اپنے وفادار اور عقیدت کیش خاندانوں کے ساتھ گویا پرخاش رکہتی ہے۔ تعجب پر تعجب ہے کہ اس فقرہ کے ساتھ راقم مضمون تسلیم کرتا ہے کہ ۔ "اس کا خاندان قدیم خیرخواہ تہا چنانچہ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب تذکرہ رئیسان پنجاب میں بھی ذکر کیا ہے"

گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی پر پاؤنیر کے ان الفاظ میں حملہ کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی کارروائیوں کو خواہ نخواہ پبلک کی نظر میں مخدوش ٹہرایا ہے جو **صریح غلط** اور **بے سروپا** ہے گورنمنٹ انگلشیہ نے کبھی بھی مرزا صاحب کے کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت ہے اسلئے کہ وہ کارروائی تو سراسر رحمت اور برکت ہے ملک کی اخلاقی اور تمدنی حالت کی اصلاح کے لئے ہے کیونکہ **مذہبی اصلاح** اور **روحانی فلاح** ساری برکتوں اور خوبیوں کا مبدء ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس آرٹیکل کے پہلے ہی نمبر میں شائع کیا تہا۔ حضرت مرزا صاحب اپنے کام میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور لاکہوں انسان آپ کی پاک تعلیم سے فائدہ اٹہا رہے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اپنا مذہبی فرض سمجہنے لگے ہیں۔ اس کے بعد پاؤنیر کے نامہ نگار نے اپنی کم علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے آپ کی **وفاداری** اور خیرخواہی سرکار پر حملہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ

"یہ اس بات کا بھی دعوے کرتا
ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا بڑا
خیرخواہ ہوں مگر یہ دعوے
بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔
کہتا ہے کہ میرا فتوے جہاد کے
خلاف ہے۔
پانچ سال ہوئے سر سکہ رتبہ
ینگ کو ایک میموریل میں اس
نے لکہا تہا کہ جہاد کے مسئلہ
مسلم سے انکار کرنا ہی مجہکو
مسیح موعود اور مہدی مان
لینا ہے۔"

اس فقرہ میں جو یہ لکہا گیا ہے کہ اس کی خیرخواہی کا دعوے بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اس کے بالکل غلط اور سرتاسر غلط ہونے میں کوئی شبہ اور کلام ہی نہیں ہو سکتا۔

(باقی آیندہ نمبر میں)

٭ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نورالدین صاحب کا نام لکہا گیا ہے بجائے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے مرزا غلام احمد لکہنا چاہئے تہا۔ ۔ مصنف

ردّ تناسخ

(بقیہ مضمون سلسلہ ۱۴ – الحکم نمبر ۱۹ (۲۰))

پر رُہتے ہیں درخت اور بوڑھے انسان اور نو عمر درخت اور نو عمر انسان کی ایک ہی حالت ہوتی ہے جس طرح بوڑھے آدمی بیٹھے بیٹھے سو لیتے ہیں لحاف بستر کی پروا نہیں کرتے ویسے ہی بوڑھے درخت کی بیٹے بند کئے اور شاخ جھکائے بغیر سو جاتے ہیں اور نوعمر درخت سوتے وقت نہایت ملائم اور ان کے کی عمر تے ... ہوجاتی ہیں کو نیا نتیجہ بباعث نیند کے سستی ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حیوانات میں خاصہ ہے کہ کوئی تیس سال کوئی بیس دن کا کوئی بارہ یا چودہ برس سے زیادہ عمر کا ہو کر توالد و تناسل میں پڑتا ہے ویسے ہی نباتات کی حالت ہے بعض درخت دو سے تین بعض دوسرے برس بعض بارہ سال کی ہو کر بارور ہوتے ہیں۔ صغر سنی میں پھول پھل نہیں لاتے اور جیسا کہ زینت و آرائش اور بعض حیوانات میں پائی جاتی ہے ویسے ہی نباتات میں بھی نظر آتی ہے سا تھ ہی جیسا انسان وغیرہ الجنس طرح حیوانات موسم پر کا نچلی اور لباس بال وغیرہ رہتے ہیں ویسے ہی ہر موسم پر درخت بھی اپنا بانا بدل لیتے اور نئی پوشاک پہنتے ہیر غیرت کی متعلق پرنسبت حیوانات یہ نباتات کو فوقیت ہے جس جگہ ایک نباتی تخم اگا وہاں چہر ہزار روپے نقد بکار رہا تیجا اگنے کا ہیں بالفرض کوئی ظلم کر کے اوس پر دوسری جنس کا بیو ند چڑھا دے تو قطع نسل کا باعث ہو گا نہ تحول کی کا۔ آفرین و غیرت ہو تو ایسی ہو لیکن یہ غیرت کسے کہو کہ ہم میں بھی کم ہو جو وہ ہے کہ شرارت نفس کے باعث اگر اپنے غیر جنس سو جفت ہو جاتا تو آگے سے قطع نسل ہو گی جس طرح پیوندی پھل سکے بارور درخت نہیں اگا سکتے ہی تخم سکے فرزند نہ ہو گا۔

ہاں آتش لوگوں پر افسوس کہ باوجود علم و عقل سے بہرہ ور ہو کر حیثیت نباتی و حیوانی سے بھی تعلیم حاصل نہیں کرتے اور ترقی نسل کی تکلیف آپنے تخم کی بجائے غیر کا تخم بو کر اجنبی حیثیت کے تنوع کا خیال کر لیتے ہیں اور مستند دو حق طرح کر کے ترقی کا باعث سمجھتے ہیں حیوانات کی عمر بھی مذ حساب سے با ہر ہے اور نباتات کی بھی کہ کئی کئی ہزار برس کا ہو کر مرتا ہے مدت تک چل جاتے ہیں۔ اگ سکتے ہی نہیں۔

قصبہ ... ضلع بلند شہر میں گھر کی کے وجہ کیر دان باندھنے کے وقت کے لگے ہوئے جان کر تے ہیں جنکو آج تک تخمیناً پانچ سو سال کا عرصہ ہوا اور اس مضبوطی سے ساتھ قائم ہیں کہ ابھی تک گرنیکا ارادہ نہیں ہے اور بارور ہوتے اور خلقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ارزبان گو ہی ان سے فیض رسانی کا سبق حاصل کرنا چاہئے کہ عمر و فضل کی زیادتی نفع خلائق پر مبنی ہو درنہ گرس کسطرح ہزار برس جیا اور نوح ... کے سوا نتیجہ نہ کیا تو کیا کیا

مکو گفت لقمان کہ نا زیستن
به از سال ها بر خطا زیستن

نباتی طاقت حیوانی طاقت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے چنانچہ بعض درخت حیوان خوار ہوتے ہیں اور اپنی ہی قسقہ کے زور سے حیوان کو زمین پر سے اٹھا کر شاخوں میں چھپا لیتے اور اس کا خون پی جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک انگریز جہاز کسی آد ... مقام پر شکار کھیلنے گئے تھے اور ان کے ساتھ کتا بھی تھا اتفاقاً گنے کے ... کی آواز آئی آپ نے پھر کر دیکھا کہ اپنی کا کتا درخت کی شاخوں کیطرف خود بخود اٹھا چلا جاتا ہے اور ایسا ہوا کہ وہ شاخوں میں جا کر لٹک گیا اور آپ دور کھڑے تماشا دیکھا کئے جب ماجرا دریافت کرنیکو درخت کے قریب ہو گئے تو درخت کی کشش نے ان کو بھی کھینچنا شروع کیا اور وہ فوراً اوتان سے ہٹ کر علیحدہ ہوئے اور جان گئے کہ یہ خونی درخت ہے کشش کے ذریعہ حیوانات کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور خون پی جاتا ہے ورید اور شرائین جیسا کہ بدن انسانی و حیوانی میں کام کرتی ہیں ویسے ہی درخت کے اندر ایک قسم کے ریشے ہیں جو غذا کو برابر تقسیم کرتے رہتے ہیں انسان کا معدہ ... میں ... اور زور سے معدہ میں پہنچاتا ہے نباتات میں اس کے تت اور ریشے میں وہ کشش موجود ہو کر سب طرف سے غذا کھینچ کر موضع بموضع تقسیم کرتی ہے آ ... کھجور اور ناریل اس قوت پر جو اوپر کی اور نیچی جڑوں میں رہتی اور غذا کو زمین سے تلاش کر کے ۹۰ اور ۱۰۰ فٹ تک پھینکتی اور درخت کی چوٹی پر پہنچاتی ہے۔

نباتات میں ایک طاقت دوسری قسم کی بھی ہے جو اسکو زمین کی کشش اور ہوا کی دھکا پیل سے محفوظ رکھتی ہے جس طرح انسان اپنے ذمہ سید حصہ بدن اور کپڑے وغیرہ کو آپ سنبھالے رہتا ہے اسی قوت کے زور سے درخت بھی جو شاخ خوردہ ہو کر سر بریدہ ہو کر تا دم آخر اپنے اور پتوں کی کشش قائم کر تا اور بار و برگ کو سنبھالے رہتا ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے دشمنوں سے بچتا ہوا کترا کر چلتا ہے ویسے ہی چھوٹا درخت بڑے درخت سے بچ کر فضا میں سر نکالتا ہو اور جن درختوں کو تیز تا ثیر جانے کیوں ہے۔

وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ۔ آہ جیسا انسان بہت بوڑھا ہو کر ہوش و حواس سننا دیکھنا و کیفیت شامہ حافظہ وغیرہ عمر بھر کا ذخیرہ جو دنیا پر آ کر حاصل کیا تھا دنیا میں ہی اپنی ذات سے الگ کر دیتا اور بہرہ گنگا اندھا بد حواس لنگڑا لولا ہو کر پیک اجل کا منتظر رہتا ہے کہ کب آئے اور کب چلوں اور شروع شباب میں عروج ہوا اسکا الٹا ہو کر اثر بن جاتا ہے ٹھیک ویسا ہی پرانے درختوں کا حال ہوتا ہے اور ... اور کونپلیں اور سبزی جو ان کو باغ دنیا میں موصول ہوئی تھی جس سے چہرہ ... دو ستانہ جھومتے اور آسمان بلندی کو سر نکالتے تھے وہ یا سہولت میں گل زدہ ہو جاتی ہے نہ پھول نہ پھل نہ پتے رفتہ رفتہ سوکھا ہنڈ بن جاتے کہ ... ہے۔ آخر جیسا جسد انسانی ... ویسے ہی یہ بھی سوختہ بن جاتا ہے۔

فیا اہل التناسخ کیا یہ تمام تقلیبات کہ نباتات میں عیاں ہیں ان کا کوئی مطلب نہیں کیا یہ اپنی ذات کی آپ ہی پرستش ہے یا کوئی مطلب ہے اور یہ مسئلہ ہی جس کی تصرف سے یہ سب کچھ ان میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو بتاؤ روح حیوانی ان میں منتقل ہو کر آتی ہے یا نہیں اگر آتی ہے تو پنڈت دیانند کا وہ دعویٰ باطل ہوا کہ جو انہوں نے اپنی چیلوں کو سکھایا ہے کہ روح حیوانی نباتی قالب میں نہیں آتی اور پھول پھل ساگ پات بھی گوشت کے حکم میں داخل ہوا کہ جو اس کا حکم ہے وہی اس کا ہوا کیونکہ اس سے حیوانات اور نباتات ہر دو روح حیوانی کا چولا ... جامہ قرار پائیں اگر گوشت کھانا جائز ہے تو نباتات کا کھانا بھی جائز ہے اگر جائز نہیں تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔ اگر نباتات میں روح حیوانی منتقل ہو کر نہیں آتی بلکہ نباتات میں ہی قادر مطلق نے کوئی ایسی طاقت رکھدی ہے جس کا یہ سب تماشا ہے اور درختوں کی چوٹائی بڑائی وغیرہ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کی ہے کسی درخت کی کرنی یا عمل کا دخل نہیں آتی تو حیوانات میں بھی اسی ذات واحد نے اپنا تصرف جاری رکھا ہے اور علم و حکمت کے مقتضا کے موافق چھوٹا بڑا لنگڑا اندھا ہو کہا لنگڑا وغیرہ بنایا ہے کسی کے عمل سے نہیں اور ہلا رہب آسی کی حکمت کا مقتضا پورا ہوا اور ہوتا ہے اس کارخانہ میں غیر کا تصرف مطلق نہیں۔

اہل تناسخ کے دعاوی باطل اور دلائل لا طائل ہیں قائل تو ہو ان کا ہے نہیں (ایڈیٹر)
(والسلام)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر

جب نبی عربی امی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ملک میں دعوت حق اور تبلیغ احکام الٰہی شروع کی تو آپ کے انفاس طیبہ اور برکات روحانیہ کی تاثیرات سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے راستباز اور وفادار تابعداروں کی ایک جماعت عنایت فرمائی جو صحابہ کے پاک لقب سے مشرف ہیں وہ یہ لوگ تھے کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا آپکی طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں کے زمانہ میں جو سخت ابتلا اور مصیبت کا وقت تھا۔ جان و مال اور اقارب سے ساتھ دیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلعم کو تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ایک جہان کا مقابلہ پیش آیا ہوا تھا۔ اور تمام عرب سخت شورش اٹھا رہے تھے اور ہر طرف ذلت کے منصوبے باندھے جاتے تھے اور ہر جا سے آپ کے اس مقصد کے لئے بیزاری پیش آتی تھی اور ہر کہ ومہ اشاعت توحید کے لئے سد راہ بنا ہوا تھا۔ اور حضور کی تنہائی اور بیکسی ہر ایک متنفر کی ٹھوکر کا باعث تھی اور آپ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر کلام الٰہی سناتے اور پھر وہاں سے دھکیلے جاتے تھے اور کوئی آپ کو اپنے پاس بیٹھنے تک نہ دیتا تھا اور آپ منزل بمنزل اور قریہ بقریہ پکارتے پھرتے تھے کہ من ینصرنی حتی ابلغ رسالۃ ربی یعنی کوئی ہے کہ مجھے بٹھاوے اور میری مدد کرے تاکہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کروں اور وہ جنت کا وارث ہے۔ اس نازک وقت میں صحابہ نے اپنی عزت اور ناموس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ سے قربان کیا یا نتک کہ کاٹ ڈالے گئے اور گھروں سے نکالے گئے اور جلا وطن کئے گئے اور بظاہر آنحضرت صلعم کی کامیابی اور کمزوری تھی کہ ہجرت دیکھ کر بھی متزلزل الایمان نہ ہوئے۔ بلکہ حضور کی تمام آئندہ کامیابیوں اور اسلام کی ترقیات کی پیشگوئیوں پر پورا ایمان رکھتے رہے اور عرفانی اور ایمانی ترقیات کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتے رہے۔

اور حضور صلعم پرلے درجہ کا صادق القول اور صادق الوعد ثابت رہے اور اُن میں سے کسی ایک کو بھی حضور علیہ کی نسبت کبھی کوئی بدگمانی اور سوءظنی پیدا نہ ہوئی اور آپ نے بھی اُن میں سے کبھی کسی کو بے ایمان اور ضعیف الاعتقاد نہ فرمایا۔

خاص ہجرت کے وقت جو سخت نازک اور خوف قتل کا وقت تھا۔ حضور نے علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر خواب پر سونے کا حکم دیا اُس نے فوراً بخوشی خاطر قبول کیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جبکہ دشمنوں کے تعاقب کا کلی یقین اور گرفتاری کا سخت ڈر اور جان کا پورا خطرہ تھا آپ نے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ وہ معاً گھر بار چھوڑ کر حضور کے ہمراہ ہو لیا۔ اُن میں ادنیٰ نہیں پوچھتا۔ کہ یا حضرت ہم ایسے خطرناک مقام میں کیوں جائیں۔ اور کوئی نہیں کہتا۔ کہ یہ آپ کی ہنڈیا اور لڑائی ہے ناکامیابی اور دشمنوں کی نگاہ میں ذلت اور جلاوطنی اور خوف جان کے وقت میں اپنا گھر بار اور جان و مال اور عیال و اطفال چھوڑ کر کیوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ کسی کو یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بڑی بڑی فتوحات اور توحید کے پھیل جانے کی پرزور پیشگوئیاں اور لمبے چوڑے دعوے کیا ہوئے غرض کہ بڑی صفائی اور راستی اور بڑی صداقت اور ایمان کے ساتھ اُن لوگوں نے اسلام کی خدمت میں اور آنحضرت کا ساتھ دیا اور مالوں اور جانوں کو آپ پر قربان کیا۔ یہ حضور کی روحانی برکات کے نتائج اور آپکی پاک تعلیم کی تاثیرات اور ثمرات تھے۔ لاریب صحابہ کو آنحضرت کی سچائی اور راستبازی پر پورا بھروسہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین تھا اور یہی یقین اُنکی ایمانی ترقیات کا موجب اور روحانی مدارج کے ارتقا کا زینہ تھا۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی رضامندی کے آخری مکان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

حضرت مسیح کی روحانی تاثیر

حضرت مسیح پر ابتدائی عمر میں یہودیوں کے بڑے بڑے عالموں کے درس میں وہ کر پڑھنا اور سیکھنے حضرت موسیٰ کی شریعت اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کی کتابیں پڑھتے اور سیکھتے رہے۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲ "لڑکا بڑھتا اور حکمت سے بھرتے روح میں قوت پاتا رہا" یعنی علم سیکھتا اور نفسانی کمالات پیدا کرتا رہا۔ ایضاً لوقا ۲ باب ۴۶ و ۴۷ "اور ایسا ہوا کہ انہوں نے تین روز پیچھے اُسے ہیکل میں استادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے انکی سنتے اور ان سے سوال کرتے پایا" اور پھر آپ نے یوحنا اصطباغی یعنی حضرت یحییٰ بن زکریا کے پاس

روحانی ترقی کے لئے بپتسمہ پایا اور وہ اس وقت سے انہوں نے رسالت کا کام شروع کیا۔ یعنی تبلیغ احکام الٰہی اور وعظ کرنے لگے۔ اول اول چند اشخاص ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں

(۱) شمعون پطرس (۲) اندریاس۔ (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتھولما (۷ محصول لینے والا متی (۸) حلفئی کا بیٹا یعقوب (۹) لبی جو تدی بھی کہلاتا (۱۱) شمعون قنانی (۱۲) یہودا اسکریوطی۔ یہ سب آپکے بارہ شاگرد ہیں اور انہی کو آپ نے بنی اسرائیل کے واعظ بنا کر بھیجا۔

اب زیادہ تر قابل غور یہ بات ہے کہ جن لوگوں کو حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا اور حضرت مسیح کی طرف سے نبوت کا کام کرنے لگے اُن کا اپنا ایمان یا یہ کہاں تک تھا۔ سو اُن میں بڑا مخلص اور مقرب حواری شمعون پطرس تھا جس کے حوالے حضرت مسیح نے بہشت کی کنجیاں بھی کر دی تھیں۔ اس میاں پطرس صاحب نے حضرت مسیح کی گرفتاری اور مارپیٹ کے وقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو ایک لونڈی کے اتنا کہنے سے کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ ضعیف الایمانی اور بد اعتقادی اور بزدلی کی وجہ سے حضرت مسیح پر لعنت کی اور قسم کھا کر ان کا انکار کیا دیکھو متی ۲۶ باب ۶۹ سے ۷۵ تک) دوسرا یہودا اسکریوطی ہے۔ جو اپنے تقرب کی وجہ سے حضرت مسیح کے شامل ایک طباق میں کھانا کھاتا تھا اور مسیح نے اُسے بارہ تختوں کا مالک اور اسرائیلیوں کی عدالت کرنیوالا ٹھہرایا تھا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۲۳۔ ایضاً متی ۱۹ باب ۲۸۔ اس نے سردار کاہنوں سے منصوبہ گانٹھ کر مرف تیس روپیہ کے لالچ سے بڑے نفاق اور فریب کے ساتھ حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے ہمراہ مسیح کے پاس لے آیا اور نفاق سے تعظیم سے اس کا نشان دیدیا کیونکہ اس نے اُن سے کہہ رکھا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۴۷ و ۴۸) حضرت مسیح نے اس سے پہلے اُسے کہہ دیا تھا کہ تو مجھے پکڑوائیگا اور اگر تو پیدا نہ ہوتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا اس لفظ سے یہودا کی نہایت شقاوت اور بدبختی ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باقی شاگردوں کی نسبت بھی حضرت مسیح نے کہا۔ کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ چنانچہ وہ سب ہی گرفتاری کی سخت مصیبت کے وقت میں حضرت مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی ساتھ نہ دیا دیکھو متی ۲۶ باب ۳۱ و ۳۵ و ۵۶) اب اس سے اُن سب کے ایمان کا کمال اور اُنکی روحانی ترقی کی غایت اور مسیح کی نسبت راسخ الاعتقادی کا اندازہ ظاہر ہو گیا۔ اور بعض جگہ حضرت مسیح نے اُن کو کم ایمان اور شیطان۔ اور ضعیف الاعتقاد بھی کہا ہے اور لوقا ۲۴ باب ۲۵ میں ہے کہ تب اُس نے انہیں کہا کہ اے نادانوں اور نبیوں کی ساری

باتوں کے ماننے میں سست مزاج کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھ اُٹھائے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو ان کی نسبت اُنکی بداعتقادی اور بے اعتقادی کا کامل یقین تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہی سے مسیح کی نسبت سست اعتقاد اور بیوفا رہے اور مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں ہے۔ آخر وہ ان گیارہ حواریوں کو جب وے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی کیونکہ وے اُنکی باتوں پر جنہوں نے اس کے جی اُٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے اور ایک مقام پر حضرت مسیح نے ان میں رائی کے برابر ایمان ہونے کی بھی نفی کی ہے۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۲۰ آیت)۔ اور ایک جگہ پھر فرمایا "اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۱۷ آیت۔ غرض کہ ان سب آیات سے حواریوں کا ناقص الایمان بلکہ حضرت مسیح کی طرف سے سخت بے اعتقاد ہونا واضح طور پر پایا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی زندگی میں کبھی بھی ان کی نسبت خوش اعتقاد اور فرمانبردار نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کامل ایمان سے بہرہ مندی حاصل کی۔

عیسائیوں کے خدا کے بیٹے کے اخلاق

عفو

عیسائیوں کے خدا میں عفو کی اصلی خوبی ہرگز نہ تھی عفو میں خلق کا کمال یہ ہے کہ ایک انسان دشمن کو انتقام لینے کی قدرت رکھتے ہوئے اُس پر درگذر کرے عیسائیوں کے خدا کو کبھی حقیقی عفو کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ اس نے کبھی دشمن پر قدرت ہی نہیں پائی کہ قدرت کے بعد اس کا معاف کرنا جز اصل اخلاق سے سمجھا جائے۔ عیسائی آپ ہی کہدیں کہ یسوع کو یہ موقعہ کہاں ملا کہ وہ بیوں کے سزا دینے پر قادر ہوتا اور پھر درگذر کرتا ہاں یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولا افضل الانبیاء فخر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں ضرور چمک رہا ہے۔ کیونکہ کفار مکہ نے آپ کو سخت سے سخت دکھ دیئے۔ آخر کار آپ کے قید و قتل پر آمادہ ہوئے۔ جسکی وجہ سے آپ اس نابکار قوم کے درمیان سے ہجرت ہی کر گئے۔ مگر جبکہ آپ نے اُن پر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی ظالمانہ کاروائیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تو آپ نے انپر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے تو آپ نے ان سب کو بخش دیا اور کہا جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تم پر کوئی ملامت نہیں۔ خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے۔ عیسائیوں کی اگر قسمت ہو تو اب بھی اسکی کتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں۔

حلم و تحمل

حلم و تحمل کا یسوع صاحب میں نام و نشان تک نہیں تھا اور ہم افسوس کہتے ہیں کہ وہ لوگوں میں تعلیم دیتا رہا کہ مبارک وہ ہیں جو حلیم ہیں۔ مگر آپ کبھی حلم و کام میں نہ لایا بلکہ ہمیشہ جھنجھوروں کی طرح بات بات پر یہودیوں کو ستاتا اور گالیاں دیتا رہا۔ تلوار تو اس کے ہاتھ میں نہ تھی۔ مگر یہ صرف زبان اس کے ہاتھ میں تھی سو اُسے خوب چلاتا۔ اس زمانہ کے لوگوں کو بد اور حرامکار کر کر پکارا کسی کو صاحب اور کسی کو سانپ کا بچہ وغیرہ کہا اور کوسنے میں کسی طرح کی کمی نہ کی۔ خدا جانے اگر یسوع کو کچھ اختیار دیا جاتا یا اس کے ہاتھ میں زور ہوتا تو کیا کچھ کرتا۔ ع اس بے بسی پہ دق بشر کا یہ حال کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے۔ ہاں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ درجہ کا حلم و تحمل تھا۔ آپ نے کبھی کسی کو صریح الفاظ میں بد اور حرامکار کہکر نہیں پکارا نہ کسی کو صاحب یا سانپ کا بچہ کہا۔ ہاں ان کو اخلاق بد پر ناصحِ مشفق کی طرح ضرور تنبیہ کی اور سراحت کے کچھ نہ کہا۔ کیا کوئی عیسائی

اسلام اور عیسائیت

عیسائیوں نے بیشک علوم و فنون کی سرپرستی کی۔ مگر کب؟ جب مذہب کے پابند ہوئے چرچ کے نامحدود تسلط سے آزاد ہو گئے اور سینٹ جانی تھامس اور اس کے ہم خیالوں کو نزدیک عیسائی نہ سہے۔ ورنہ لندن میوزیم اور کتب خانہ پیرس کا حال اس زمانہ میں وہی ہوتا جو کتب خانہ اسکندریہ کا ٹولمیس سیزر کے عہد میں تھا۔

تاریخ گواہ ہے کہ وہ ہولناک سماں یاد ہے جب مقدس عیسائیوں نے حکمائے مصر کی کتابوں میں آگ لگائی ہے۔ اسکندریہ کے لاٹ پادری نے ایک ملکی بغاوت کے الزام پر سارا کتب خانہ اسکندریہ اسیرح جلا کر خاک سیاہ کرا دیا جسطرح سنہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں دہلی کا عظیم الشان شاہی کتب خانہ باغیوں کی بدولت ویرانے جناتی جھینٹ چڑھا گیا۔ وہ تو اسکندریہ میں توفیل نے سلاطین مصر کی کتابیں جلا دیں

اور یہان دہلی مین علمائے ہندوستان منقلب … خانے دریا برد کر دئیے گئے … شاہی فرمان کے ذریعے … اسکندریہ کی تمام علمی تصنیفات … اور اس کے بیس برس بعد … مورخ نے ان برباد شدہ … دردناک تصویر کھینچی ہے لیکن … ہندوستان مین پچاس برس کا … گذرا مولوی فضل حق صاحب … کے سوا کسی نے آنسو چشم ودیدہ … چار آنسو بھی نہ بہائے۔ اس … بھی مین بلا ایسے کہ
… الہی ہے گل غالب
… ہی اور جان عزیز

… بعد سیرل کا زمانہ آیا۔ یہ اس … ور بڑا مشہور … مقرر اور لکچرار … مین ان دنون ایک خاتون کا … و فلسفہ مین بڑا شہرہ تھا۔ علوم … بڑے بڑے اہل علم اس کو … زمانہ تسلیم کئے ہوئے تھے۔ اس … درس مین علم مابعد الطبیعیہ خصوصاً … حیثیت مین اکثر بحث ہوتی تھی … یہ ہم کو کہان جانا ہوگا اور … اس بات کا علم ممکن ہے۔ مقدس … سیرل کو اس کی برداشت نہوئی … خاتون (جس کا نام ہیپاتی تھا) … تھی۔ بلکہ قدیم مصریون کے مذہب … تھا اس جرم پر کہ صاحب علم … درس گاہ مین جاتی ہوئے اس کو … کے کپڑے اتار لئے اور اسی … برہنہ تن کلیسا مین لائے۔ وہ ایسی … اعتقاد مرتی نہ تھی کہ پیشوایان مذہب … کرتے۔ نہین قتل کے بعد … کے گوشت ہڈیون سے الگ … اور بقیہ کے واسطے بہتر سمجھا … کی نذر کر دیا جائے۔ مورخ کہتا … یہ رومن گورنمنٹ نے اس … کی تحقیقات کی اور سیرل سے … کی باز پرس ہوئی۔ غالبا یہ پہلا … تھا جب گورنمنٹ نے یہ قاعدہ مقرر … کر دیا۔ جہان غرض آمد ہنر پوشیدہ شد" … عیسائیت کا کرشمہ عقیدہ ہے جسمین دو فریق … نزاع نہ ہوئی ہو اور اختلاف کا فیصلہ … خونریزی سے نہ کیا گیا ہو۔ تاریخ بتلا … رہی ہے کہ سرزمین مصر لہو سے رنگی … ہوئی ہے حضرت مریم کی عبادت مین اختلاف … ہے انہین خدا کی مان فرض کرنے مین … گروہ لڑ رہے ہین۔ تلوارین چل رہی ہین اور عیسائیون کے پاک خون سے سطح خاک لالہ زار بنی ہوئی ہے۔ مذہب کے قانون مین یہ بات داخل تھی کہ

مسیح کا جو پیرو نہین وہ ہلاک ہوگا اور ہلاک ہونے والا زندگی کا مستحق نہین۔ اعمال الرسل کے پانچوین اصحاح مین دیکھو۔ حنانیا نامے ایک شخص نے اپنی املاک بیچ کر کچھہ قیمت خود چھپا کر رکہ لی اور بقیہ رسولان مسیح کے پاس لایا۔ پطرس حواری کو حقیقت حال پر اطلاع ہو چکی تھی۔ بڑی ملامت و سرزنش کی اور بطور معجزہ اسکی جان لیلی۔ سفیرہ (حنانیا کی بیوی) کو اصل معاملہ سے تو واقفیت تھی مگر بعد کی سرگذشت کا اسکو علم نہ تھا۔ تین گھنٹے کے بعد وہ بھی حاضر خدمت ہوئی۔ پطرس نے بات کے چھپا رکہنے کے جرم پر اس کی بھی ایسی خبر لی کہ بیچاری کی جان پر آ بنی (اعمال الرسل۔ اصحاح پنجم از آیت ۱ تا ۱۱۔ صفحہ ۱۵۰)

انسان کو مال و متاع مین کچھہ خود اپنے واسطے اٹھا رکھنے اور مذہبی پیشواؤن کو ہدیہ نہ دینے کی سزا اگر تو سزائے موت ہی پھر اس بدنصیب کی زندگی پر کیون نہ موت کو ترجیح دیجائے جو اعتقاداً معتقدان ملت کا ہمصفیر نہو۔ کیتھولک اعتقادات کی مخالفین کی بابت پوپ انوسان سوم فرماتے ہین "منکرین کی اولاد کیواسطے حیات کے علاوہ کسی چیز کا بھی باقی چھوڑنا جائز نہین۔ ان کو زندہ رہنے دینا بھی عنایت و احسان ہے" یعنی منکرین کا جرم انہین تک نہ رہتا بلکہ مرض متعدی کیطرح اس کا سکروب اولاد مین بھی سرایت کرتا ہے۔ لا تزر وازرۃ وزر اخرے ایک کی خطا پر دوسرے کو مصادرہ روا نہین۔ اسلام سے عیسائیت کا کس بات مین مقابلہ کیا جائے۔ وہان باپ داداکے افعال پر پکڑے جاتے ہین یہان خود اپنے گناہ پر بھی استغفار سے نجات ملجاتی ہے۔

فرق است زآب خضر کہ ظلمات جائے اوست
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

علم و ہنر کے ساتھہ عیسائیت کی گاؤ زوری

تکملہ

قسطنطین … اس کے بعد جب … عیسائیون کو زور ہوا ہے تمام … بھی علم و فلسفہ … شان عیسائیت کی تاریخ مین نہین ملتا … ہان مذہبی نزاع و مجادلات مین البتہ نظر آتی ہے کہ علم کا اٹھا ہوا جوش کبھی تو سلطنت … کی قوت کے سے کبھی مذہبی انجمنون کے رعب و داب سے اور کبھی خونریزی سے دبا دیا گیا ہے۔ مذہب کی تائید مین ہمیشہ … سے دشمنی رہی۔ جب اس کا شعلہ بلند ہوا تعصب کے طوفان سے فرو کر دیا گیا۔ میرا مقصود بحث عادی نہین ورنہ مدعیان علم کو اس بحث مین یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی

اشاعت تلوار سے ہوئی ہے یا عیسائیت کی۔ پادریون کی باہم لڑائیان اور اختلاف عقاید کے مجادلات ایک طرف عیسائیت کی تائید مین غیر مذہب والون پر جو وحشیانہ حملے ہوئے ہین یا خود سلاطین یورپ مین رؤسائے مذہب کی اغوا سے جسقدر خون ریزیان ہوئی ہین وہ ہمارے عنوان بیان سے خارج سہی لیکن واقعہ کارون کی وسعت نظر سے خارج نہین ہین۔ اسپین مین اسلامی سلطنت قائم ہونے کے بعد یورپ پر علم کا پرتو پڑا اور علم و مذہب کا مخاصمہ اسوقت شروع ہوا جب اندلس کے مدرسون مین نوجوانون نے تعلیم پاکر عیسائیت کی تاریک دنیا مین علمی روشنی ڈالنا چاہی۔ یا حروب صلیبیہ مین یورپین مجاہدون نے مسلمانون کے خیالات سے متاثر ہوکر عیسائی دنیا مین ایک نیا تغیر برپا کیا۔

کروسیڈ وارسے ہزارون صلیبی مجاہدین واپس آئے اور مسلمانون کیطرف سے ایسے اچھے خیالات مشتہر کئے جو کلیسائی تعلیم کے خلاف تھے۔ پادریون نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان بت پرستون کی ایک جماعت کا نام ہے جو بیت المقدس (اورشلیم) پر متغلب ہوکر توحید اور دین حق کی بیخکنی کر رہے ہین اور اس پاک سرزمین کو ہر طرح کی … اور فضیلتون سے خالی کر رکھا … ہے۔ وہ وحشی درندے اور جالار ہین … وغیرہ وغیرہ صلیبی مجاہدون نے ارض … سطین سے واپس آکر ظاہر کر دیا کہ جب … سے آنکھون پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ مسلمان … نہایت پاکیزہ خیال، موحد، ذی مروت … آشتی پسند، وفادار اور صاحب فضا … ہین۔

اہوکن فلاسفر آف وارڈ فارکلیہ صاحب فرماتے ہین کہ خلیفہ حکم ثانی نے اسپین کو ایک بہشت بنا رکھا تھا۔ یہودی اور عیسائی امن و امان و آزادی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ پطرس صاحب لکھتے ہین کہ اندلس مین اکثر علمائے یورپ کے دور دراز شہرون سے علم ہیأت کی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے حتی انگلستان کے طالبعلمون کی جماعت بھی اندلس مین نظر آتی تھی۔ یہ تمام طلبہ وہان بہ آرام و آسایش شہرائے جاتے تھے۔ اور ہر طرح انکی خبر گیری کیجاتی تھی ایوان خلافت معلوم ہوتا تھا کہ ایک جلیل القدر کتب خانہ یا دار الصنائع ہے جس مین کتابون کی نقل زرکاری جلد سازی اور ہر قسم کی صنعتون کی فراوانی دیکھہ کر خدا کی قدرت یاد آتی تھی کاغذ سازی کا طریقہ جس کو اہل عرب نے ایجاد کیا تھا۔ اندلس سے یورپ مین بھی رایج ہوا۔ اور پھر چھاپے اور آلات طبع کے انکشاف سے خیالات کی اشاعت آسان ہوگئی۔ ہسپانیہ اور وینس کی عزلی … ہرن سکر اور مسلمانون

کے ساتھہ مبادلۂ خیالات سے عیسائیون مین بہت کچھہ تغیر ہو چلا تھا اب کاغذ اور پریس کیوجہ سے باقی وقت بھی نہ رہی اور ہر شخص کو اپنے مافی الضمیر کا شائع کرنا آسان ہو گیا۔

علامہ ابن رشد[1] کی تصنیفات کا جب چرچا ہوا تو یورپ نے اسکو قبول عام کی سند دی۔ عقلیات کی تحصیل و تکمیل کا انحصار و اقتصار انہین کتابون پر تھا۔ بہت تھوڑے دنون مین نہ صرف قرطبہ و اشبیلیہ بلکہ یورپ کی تمام مہذب دنیا مین یہی کتابین نصاب درس مین داخل ہوگئین مسیحیت نے اب جاکر مخالفت شروع کی اور مذہبی پیشواؤن نے عام فرمان جاری کیا کہ کتاب مقدس یا کلیسا کی تعلیم کے خلاف جو شخص قولاً یا فعلاً کسی امر کا مرتکب ہو۔ وہ گشتنی سوختنی اور … مگر ان … دی روز نیس کی فقط یہ رائے … ظاہر کی تھی کہ قوس قزح جنگل کمان نہین … ہے کہ خدا ہے … مین لے کر بندون سے … تھا … کے نقطون مین شعاعون … آفتاب کی روشنی سے پیدا ہوتی ہے … صرف اتنی بات پر … شکار کر دیا … دار السلطنت … اسکی بیمار لیا … میں … بعد اس کی لاش اور کتابیں … عدالت کے حکم سے جلا دی گئین۔ اور تجویز مین وجہ یہ لکھی گئی کہ "اسکی خواہش تھی کہ روما اور انگلستان کے کلیسائیون مین مصالحت ہو جائے" اس مصالحت کی خواہش سے بڑھ کر کیا گناہ ہوگا؟!

…گے وزن پر آفتاب کی شعاعون کی عکس سے قوس قزح کا قائل ہونا بھی گناہ کبیرہ ہے مگر مصالحت کا مشورہ وہ اکبر الکبائر ہے جو معاف ہو سکتا ہی نہین۔

[1] ابن رشد کا نام محمد بن احمد بن رشد تھا۔ ابو الولید کنیت تھی۔ قرطبہ دار السلطنت اسپین مین ۵۲۰ ہجری مین پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے علم و فضل اور فقاہت کا خاندان تھا۔ باپ دادا مورو ثی قاضی تھے۔ مورخین کی رائے ہے کہ ارض عرب میں ایسا دانشمند کوئی پیدا نہین ہوا۔ … یا ارسطو کو جس خوبی سے تنقید کی ہے وہ اجتک کسی کو نصیب نہین ہوئی علوم حکمیہ کی ابتدائی تحصیل ابن العربی وغیرہ سے کی تھی لیکن رسائی اور رسائی ان کی طبع خداداد تھی۔ درس و تدریس اور تصنیف کے علاوہ کوئی مشغلہ نہ تھا۔ ابن الابار علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ بجز ایک شب زفاف یا جس روز کہ ان کے والد کا انتقال ہوا اس کے سوا اور کبھی قاضی موصوف نے تصنیف و تالیف نا غہ نہین ہوئی۔ اکثر شاگرد یہودی یا عیسائی تھے اہل یورپ انکو صاحب فن تسلیم کرتے ہین اور انکا وسیع تحقیقات کے اجتک قائل ہین۔ … فرزانہ سلیم خوری نے کتاب … مین انکی طرز لائف لکھی ہے اور نہایت شرح و بسط کے ساتھہ فضائل مناقب بیان کئے ہین۔ حال مین … کی دوستانہ صاحب رسالہ المجامعہ (المجامعہ اسکندریہ کا عربی رسالہ ہے) ان کی حالات مین فلسفہ ابن ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے۔ فلسفی اور طبی کے علاوہ … فن کی کتابین بھی لکھا

مثلاً کتاب التحصیل اختلاف صحابہ و تابعین مین … نہایۃ المجتہد فقہ مین۔ کتاب التہافت علم کلام مین وغیرہ وغیرہ۔ آخر الذکر تہافۃ الفلاسفہ امام غزالی کی تردید مین ہے۔ اس مسئلہ مین کمال …

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

بامراد اور کامیاب ہونے کی اصل تو بیان ہو چکی۔ میرے دل کو اصل جو بتائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جن لوگوں نے خلاف ورزی کی اور تیرے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھ لیا وہ مومن نہیں ہوں گے۔

یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب انسان کسی شے کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتا ہے وہ اس کے حصول کے لیے کوئی سعی نہیں کر سکتا آخر محروم رہ جاتا ہے۔

یہی حال ان لوگوں کا ہوا جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو مساوی سمجھا نتیجہ اسکا ایمان سے بے بہرگی ہوئی۔ اور انجام کار وہ ان تمام کامیابیوں اور فتوحات سے جو اہل ایمان لوگوں کے حصہ میں آئیں بالکل بے نصیب اور محروم رہے۔

یہ **کتاب مجید** جو ہمیں دیگئی ہے ساری خوبیوں اور کمالات سے بھری ہوئی ہے لیکن جو شخص اس کتاب کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھے وہ ان انعامات اور برکات سے جو اس کتاب کے پڑھنے اور پھر عمل کرنے سے ملتے ہیں کیونکر بہرہ ور ہو سکتا ہے؟ وہ یقیناً یقیناً محروم رہیگا اور اسے ایمان نصیب نہیں ہوگا لیکن اگر سلیم الفطرۃ انسان اپنے قویٰ سے کام لے اور اسکو یوں ہی نہ چھوڑ دے تو اللہ تعالےٰ اسکو محروم نہیں چھوڑے گا۔ اُس کا نام **شکور** ہے وہ اسکی ضرور قدر کرے گا اور اس پر اپنی نعمت کے دروازے بیشک کھول دے گا اسے فہم قرآن عطا کرے گا اور ایک ذوق کے ساتھ توفیق عمل نصیب ہوگی۔

اس بات کو میں بار بار بیان کروں گا اور تم خوب یاد رکھو کہ بامراد اور کامیاب ہونے کا یہی سر ہے کہ اس کتاب کو اپنا دستور العمل [?] اگر اس کتاب کو کوئی چھوڑتا ہے اور عدم وجود کو برابر سمجھتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسباب محرومی طیار کرتا ہے۔ اس فعل پر خداتعالیٰ سے اُسے اوّلاً یہ سزا ملتی ہے کہ غور کرنے والا دل چھین لیا جاتا ہے وہ حقائق اور معارف کو سوچ نہیں سکتا۔ اور اسی طرح پھر دیکھنے اور سننے کے قویٰ بھی بیکار ہو جاتے ہیں وہ حق کا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا۔

پس متقی بننے کی راہ تو یہ ہے کہ مومن بالغیب ہو۔ اعمال صالحہ پر چست اور چالاک ہو تمام صداقتوں پر کاربند ہو جزا و سزا پر ایمان لانے والا ہو کسی صداقت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور دل سے کام لے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔

بہت سے دل اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے فوری جوش یا بعض خارجی اثروں کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن جناب الٰہی کے حضور سے فتوےٰ ملتا ہے کہ مومن نہیں ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو اس اصل سے بھی بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنا نام نورالدین کہلاتا ہوں کوئی شمس الدین جمال الدین کمال الدین کہلاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی یہی نام ہے؟ اگر آسمان پر نہیں تو کچھ فائدہ اور حاصل نہیں۔

اسی طرح پھر مومن وہی ہے جو آسمان پر مومن ہو اور کافر وہی ہے جس کا نام آسمان پر کافر ہو دنیا کی نظر میں مومن یا کافر ہونا کوئی اثر اصل بات پر نہیں ڈال سکتا۔

غرض

بعض لوگوں کا خداتعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے کہ وہ بکتے ہیں ہم مومن ہیں لیکن خداتعالےٰ کا فتوےٰ ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں اگر ہمارے مخالف اس بات کو سمجھتے کہ ہمارے تجویز کردہ نام کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ حقیقت ان اسماء کے اندر ہے جو خداتعالیٰ کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔ تو انھیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوےٰ کے سمجھنے میں کیا دقت اور مشکل پیش آتی تھی؟ وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے اور اللہ تعالےٰ کے پاک نام کا ادب ان کے دل میں ہوتا تو وہ ایک شخص کے منہ سے یہ سنکر کہ **خدا نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے** اس قدر جوش غضب سے نہ بھر جاتے۔ وہ سمجھ لیتے کہ جب ہم اپنے بچوں کے نام یوسف موسیٰ عیسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رکھ لیتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کا نام ابن مریم رکھ دے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان باتوں سے محض بیخبر ہیں اور انھوں نے قرآن شریف میں کبھی غور نہیں کی۔ پس ایسے لوگ جنکی نسبت خداتعالےٰ کا فتویٰ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں انھوں نے کیا کیا ہے؟ منہ الوجیہہ [?] دیا ہے اور اس جماعت کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی جماعت ہے۔ ان لوگوں میں نہ تاب مقابلہ ہے نہ قوت فیصلہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا فیصلہ اور مقابلہ ابھی نہیں کر سکتے جبکہ ابتداء ہے جب اور ترقی ہوگی تو کب کر سکیں گے ان کا یہ مرض تو بڑھتا ہی نظر آتا ہے اس جھوٹ کا بدلا عذاب الیم ہے۔

اب یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی پر مطمئن ہو جانا چاہیے ہرگز نہیں؟ اگر یہی پر انسان کفایت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدار اسی پر ٹھیراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے یہ سرٹیفکیٹ نہ مل جاوے کہ وہ **مومن** ہے وہ مطمئن نہ ہو سعی کرتا رہے اور نمازوں اور دعاؤں میں لگا رہے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملیگا جبکہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے اور شقی دوزخ میں۔ لیکن خداتعالےٰ یہاں بھی التباس نہیں رکھتا اسی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے اور **مومن** اور **کافر** میں ایک بین امتیاز رکھدیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پا سکتا ہے اگر سچا مومن ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص ان کا دنیا میں کوئی اثر اور نتیجہ نہیں پاتا ہے تو اُسے استغفار کرنی چاہیے اندیشہ ہے کہ وہ آخرۃ میں اندھا اُٹھایا جاوے۔

مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس سوال کو چھیڑا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اسکے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں جو شخص اسجگہ سے وہ قوی نہیں لے جاتا وہ آخرۃ میں کیا پائے گا۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جو آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ کے رد کے لیے پیش کیا ہے؟ کہ اگر تم میں سے کوئی نجات یافتہ ہے تو وہ آئے میرے ساتھ ثمرات و نتائج میں مقابلہ کرے؟ اور کوئی نہیں آتا۔

پس

یہ تو بالکل سچا فیصلہ ہے کہ مومن اور کافر کی عام شناخت کا تو وہی وقت ہے جبکہ ایک فریق جنت میں جاوے گا اور دوسرا دوزخ میں لیکن چونکہ بہشتی اور جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اسلیے یہ کہنا بھی بالکل درست ہے کہ اسی عالم میں اللہ تعالیٰ کے اس فتوے کا پتا لگ جاتا ہے۔ اسلیے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم زٹلی اور خیالی باتوں پر صبر کر کے نہ بیٹھو [?] اپنی تجویز کردہ ناموں پر خوش۔ بلکہ اس فکر میں لگے رہو کہ آسمان سے تمہیں سرٹیفکیٹ مل جاوے میں اسپر بھی یقین رکھتا ہوں کہ حقیقی مومن خداتعالیٰ سے براہ راست بھی **مومن ہونے کا فتوے حاصل کر لیتا ہے** جس کا زندہ نمونہ ہمارا **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے جسکو کھلے الفاظ میں حکم دیا گیا ہے

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یہی وجہ ہے کہ ان فتوے اور کاغذات کی جو اسکے خلاف شائع کیے جاتے ہیں وہ ایک پرکاہ کی برابر بھی وقعت نہیں سمجھتا۔ اسے پرواہ نہیں کہ اسے کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ وہ اسکے جواب میں کیا کہتا ہے؟

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

اسے کیوں ان مخلوق پرستوں کے فتوے کی پروا نہیں صرف اسلیے کہ خداتعالےٰ سے اسنے سن لیا ہے کہ وہ **اوّل المؤمنین** ہے اور مومنین کے ثمرات و برکات جیسے اول دیکھ لیے ہیں [?]۔

آج کل بہت سے **متصوفین** اور کمزور دلوں کی مخلوق ایسی ہے کہ جنکا اسپر عمل ہے

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

یہ لوگ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی اپنا آپ کو بنا لیتے ہیں اللہ تعالےٰ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اخلاص اور حنفیت چاہتا ہے جبتک یہ بات پیدا نہ ہوگی کچھ نہیں۔ بہت سے لوگ اسوقت ایسے بھی ہیں جو ہم سے ملتے ہیں تو ہماری باتوں کو سنتے اور پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نہیں ملجاتے تو کہتے ہیں کہ ہم شامل تو ہو جائیں مگر حکام کی نظر میں کھٹکنے لگتے ہیں اور مالی مشکلات کے لیے بلایا جاتا ہے [?] بہتر ہے ہم آپ کے ہی ساتھ ہیں ظاہر کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ لیکن جب اپنے برادری والوں سے ملتے ہیں تو پھر مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو آپ ہی کی راہ کے تابع ہیں اور آپ کے ہی ساتھ ہیں ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ ایسے تم جو حضرت اقدس کے ساتھ ہو اپنے دلکو ٹٹولو اور اپنے اعمال و افعال پر نظر کرو کیا تم میں وہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ تم اسکے لیے اپنی قوم برادری کو چھوڑ دینے کے لیے طیار ہو۔ کیا تم ان مشکلات کو خوشی سے برداشت کر سکتے ہو جو اسکی خاطر تمہیں پیش آئیں؟ اگر تمھارا دل اسکے لیے قوت پاتا ہے اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ آمادہ ہے تو سمجھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے لیکن اگر مشکلات کی برداشت نہیں قوم اور برادری کا ڈر دھمکاتا ہے تو پھر دعا کرو کہ خداتعالےٰ تمہیں استقلال اور قوت عطا کرے کیونکہ اسکے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اسکے فضل حاصل کرنے کا ذریعہ یہی ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو۔ اپنے اعمال میں نیک تبدیلی کرو۔

باقی آئندہ

عیسائیوں کی دوزخ

پیشوایان دین مسیحی نے بہت طول طویل دوزخ کا بیان کیا ہے اس کی موجودگی اس کی گوناگون تکالیف اس کی مادمت کے قائل ہیں انہون نے اس کے نام رکھے ہیں اس کے مقام کا پتہ بتایا ہے علاوہ اس کی بابت صدہا قسم کی رائیں دی ہیں جہنم کی تکالیف کے حصے کئے گئے۔

پوپ جی روم نے جہنم کی عام تکالیف کا ذکر کیا ہے پادری اڈمبر جہنم کی تکالیف کو چودہ قسم کا بتاتے ہیں جنمین سات روحانی اور سات جسمانی ہیں۔ سینٹ اسٹیفن کا بیان ہے اگر کوئی شخص دوزخ کی تکالیف کو ایک نگاہ سے ہی دیکھ لے تو فوراً اس کا دم نکل جائے اور ایک لمحہ بھی وہ زندہ نہ رہ سکے۔ دوزخ کی خاص تکالیف یہ ہیں رونا۔ دانت پیسنا۔ تاریکی۔ بدبو۔ مایوسی بھوک۔ خوف۔ کمزوری۔ کیڑے۔ شیاطین کی صحبت وغیرہ۔ ہر تکلیف بہ کثرت گونا گون ہیں۔ اور ان ہی کے ذریعے دیجاتی ہے گنہگار اپنے گناہون کے مطابق سزا دیے جاتے ہیں۔ ایک ہی آگ ہے۔ لیکن وہ سب پر یکسان نہین اثر کرے گی۔

بعض بطریقون کی رائے کے مطابق جہنم مین بھی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ مکانات نہیں ہیں بلکہ ایک گہری خندق ہے۔ ان ہی لوگون کا بیان ہے۔ اگرچہ وہان طرح طرح کی تکلیفیں ہیں مگر مکانات نہیں ہیں۔ آدم اسکاٹس کا بیان ہے کہ سود خوار کو سونا گلا کے پلایا جاوے گا۔ ریورینڈ واعب التغلیب ہے فرانس کہتے ہیں کہ جہنمیون کو موت ضرور آئیگی مگر ان کی موت ایسی ہوگی جیسے گھاس کی جو بیل کے کھرون کے نیچے روندی جاتی ہو بظاہر وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ گھاس کی جڑین پوشیدہ زمین مین باقی رہتی ہین وہ ہمیشہ اسیطرح زندہ رہین گے اور اسی طرح مرین گے۔

بطریق جان کا بیان ہے دوزخی مرنا چاہین گے مگر موت ان سے بھاگے گی۔ انہین چار قسم کی سزا سے تکلیف دیجائیگی۔ شرم۔ خوف مایوسی۔ اور درد۔ ان کی شرم پر کوئی پردہ نہوگا۔ ان کا خوف بغیر کسی امید کے۔ ان کی ندامت بغیر کسی فائدے کے اور ان کا درد بغیر کسی رحم کے ہوگا۔

میرے روم اور ترتولین نے بارہا دوزخ کی آگ کی اصلیت قبول کرکے اس کی ہمیشہ کی سخت مولناکی بتائی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ

دوزخ کی آگ گندھک اور رال سے بنی ہے اور اس کے بنانیوالے عذاب کے فرشتے ہیں کافر اس آگ مین جلائے جائین گے جب ان سے سوال کیا گیا کہ غیر مادی روح کیونکر جلائی جائیگی تو انہون نے بیان کیا کہ غیر مادی آگ سے پھر سوال کیا کہ مادی اجسام ہمیشہ تک کیونکر جل سکتی ہیں۔ جواب دیا خداوند الٰہی میں ایسی زندگی دے گا کہ وہ جلنے پر بھی تر و تازہ رہین گے۔

والٹر نے سسٹر سین سے اپنے آقا ولیم جولیس کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ تم اس ضلع کو جانتے ہو جو دل کنبرک اور ڈریچ ہلیس کے مابین واقع ہے۔ فرض کرو مین تم سے بیان کرتا ہون کہ اگر وہ ضلع اور اس کے پہاڑ لوہے کے بن جاوین اور جہان تمہارے آقا کی روح ہے اس مقام پر بھیجدیے جائین تو وہ اتنے جلدی پگھل جائین کہ تم ایک آنکھ کا اشارہ بھی نہ کرسکو یعنی وہان اتنی آگ ہے۔ دوزخ کی آگ کا رنگ دھندلا اور سیاہ ہے۔ روشنی کا نام بھی نہیں۔ لہٰذا تاریکی عیان ہے۔ دوزخ مین سردی کثرت ہے مگر پانی کا نام نہیں۔ عام طور پر دوزخ مین جو کیڑے ہین وہ مادی نہیں ہین۔

دوزخ کی کیفیت کو ایک اور پوپ نے یہ بیان کیا ہے۔ ایک انتہاء (یعنی جسکی انتہا نہ ہو) گڑھا جہان دوزخی تاریکی مین قید کئے جاتے ہین اور جو دائمی زنجیرون سے جکڑے ہوتے ہین ایک انگیٹھی روشن رہتی ہے جسکی آگ کبھی بجھنے کی نہین جہان دانت پیسنا اور رونا ہوتا ہے جہان سانپ بچھو کنکھجورے۔ زہریلے جانور ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ جہان بھوک اور زاری کی اذیت ہے۔ اور جہان ایک گھنٹہ کی تکلیف یہان کی ایک صدی کی جانکندنیون سے بھی زیادہ دردناک ہو بلاؤن کی دنیا تمام اخلاقی اور جسمانی مصائب کا عالم ایک دائمی رات کی زمین اور غیر فانی مایوسی کا مقام ہے۔ ربانی غضب کا آتش خیز جیلخانہ۔ جہان نالہ و بکا کی صدائین بلند ہو رہی ہین اور اگر وہان کی آہ وزاری کی آوازون کا دنیاوی واویلا و بکا و غل و شور سے مقابلہ کیا جاوے تو دنیاوی آوازین اس کے مقابلہ مین موسیقی خیز اور راحت بخش معلوم ہونگی۔

جریمی ٹیلر کا بیان ہے کہ ہر دوزخی کا جسم نہایت متعفن اور سڑا ہوا ہے مقابلہ دس لاکھ گلے ہوئے اور سڑے ہوئے کتون کے سینٹ بینڈ نیورا کا بیان ہے کہ دوزخی کی پوری کیفیت نہین سمجھ سکتے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو برفستانی ملک مین اوس کی رات کو ایک ایسے عمیق جیلخانہ مین قید کرو جہان برف کے ڈھیر لگے ہون۔ تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ اور وہان نہ میز ہو نہ آگ ہو نہ بچھونا ہو اور سارے دن مین اسے ایک سوکھا ہوا روٹی کا ٹکڑا اور اندھیرے کے پیالہ مین سبز رنگ کا پانی کسی رسی کے ذریعہ سے لٹکا کے پہنچا دو گویا یہ حالت دوزخ کی حالت سے مقابلے کرتے ہزار درجہ بہتر ہے۔

کیا رہے۔ دوزخی سب شیطان کے کمرہ مین بند کر دیئے جائین گے اور ہر ایک کمرے مین ایک اور دوزخی ہون گے وہ اسطرح بند ہون گے جسطرح اینٹین آتشدان مین لگادی جاتی ہین یا جسطرح لکڑی کی چھت مین چھپائی کیجاتی ہے یا جسطرح نمک بھونتے وقت مچھلی مین لگا دیتے ہین یا جیسے بھیڑ بکریان ہوتی جہنمی اپنے ہمسایہ سے نفرت کرین گے اور ان مین باہمی وہ دشمنی ہوگی کہ بس چلے تو ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور دانتون سے پیس ڈالین۔ اولوالعزمانہ جوش۔ آرام و آسائش کی ملکہ۔ زندگی کا آفتاب دوزخ مین نام کو بھی نہ ملیگا۔ دوزخ مین محبت کا نام و نشان نہین۔ وہ خودکشی کی آرزو کرین گے مگر اپنے کو قتل نہ کرسکین گے۔ وہان موت مین زندگی ہے اور ایسی موت ہے جس کو کبھی فنا نہین۔

انہین گزشتہ اور آئندہ سے کوئی تسکین نہوگی نیند کبھی انہین نہ آئیگی۔ موسمون کا اختلاف انہین محسوس نہ ہوگا۔ ان کے پاس جنتری ہوگی نہ ستارے دوزخ مین گھڑی نہیں ہے۔ بریدنی کہتا ہے کہ ایک جہنمی یکایک اپنی مصیبت کے بستر سے گھبرا کے دریافت کرنے لگا کیا وقت ہے۔ ایک آواز اوس کے جواب مین تاریکی سے پیدا ہوگی اور کہیگی کہ مادمت۔ اگرچہ دوزخ مین کوئی گھڑی نہین ہے پھر بھی انہین علم اور حس کی ایک گھڑی دی جائیگی۔ جس سے ہر وقت وہ اپنے تکالیف اور مصائب کا اندازہ کرسکین گے۔ مریض رات بھر اپنے بستر پر کروٹین بدلا کرتا ہے اور رات کی گھڑیان گنتا ہے۔ اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ شب نے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ پرند بھی چہچہانے لگتے ہین اور آفتاب بھی سامنے سے طلوع ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس مریض کی تکلیف مین کسی قدر کمی آجاتی ہے اور تھوڑی دیر اسکی آنکھ لگ جاتی ہے۔ مگر ان مین سے ایک چیز بھی دوزخ مین نہوگی۔ نہ دوزخ مین طلوع آفتاب ہوگا اور نہ نیند نہ شب کی شبنم نہ پرندون کا شیرین گانا۔ ہان اگر ہوگا تو یہ۔ شیطان۔ تاریکی۔ شکستہ خاطری اور مایوسی۔

سینٹ ایڈمس کہتے ہین کہ دوزخی یہ غل مچاتے ہین۔ ہائے ہائے افسوس ہائے غم پر حیف ہماری تکلیف پر جو ہمیشہ اٹھانی پڑیگی۔ لمبے لمحے۔ آہ آہ اے مادمت تو کیا چیز ہے؟ ہائے ہائے تو وہ چیز ہے جسکی کوئی انتہا نہین۔ ہائے ہائے موت تجھے فنا نہین ہر لحظہ مرنے کی آرزو ہے مگر موت نہین آتی۔ ہم نے ماں اور باپ اور تمام وہ لوگ جن سے ہم محبت کرتے تھے خدا کی رحمتین ہمیشہ تم پر نازل کرے۔ اب ہمین تمہارا دیدار کبھی نصیب ہوگا اور کبھی تم سے محبت کرنے کا موقع آئیگا ہم تم سے ہمیشہ ہی کے لئے جدا ہوگئے ہین

آہ آہ مفارقت آہ آہ دائمی مفارقت تو کتنی پر وحشت ہے۔

آہ آہ ہمین کچھ نہیں چاہیئے صرف یہ خواہش ہے کہ ایک چکی کا پاٹ قائم کیا جائے جو اتنا چوڑا ہو جتنی کل زمین اور اسکی موٹائی اور لمبائی اتنی ہو کہ ہر طرف سے وہ آسمان سے مس کرے اور پھر تو ایک چڑیے سے پرندہ کو حکم دے کہ وہ صرف ایکبار ہزار برس مین ایک پھیرا کرے اور اس پاٹ مین سے رائی کے دانہ کے ½ حصہ برابر اٹھائے تو ہم سے وعدہ کرو کہ جب اس صورت سے یہ پورا کل پاٹ اٹھالو تو ہم تمہین دوزخ سے رہائی دیدو گے مگر افسوس یہ بھی نہین اور اتنی مدت کے بعد بھی ہماری رہائی ممکن نہین۔

جو تاجر کہ اپنے ہمسائیون کے ہاتھ ردی مال تجارت گران قیمت پر فروخت کرتے ہین ان کے لیے اس قسم کی دوزخ ہوگی کہ جس کوٹھری مین وہ قید کئے جائین گے اس کا دروازہ صرف اتنا بڑا ہوگا کہ ایک چھوٹی سی چوہیا چل جائے گر جانے کے بعد وہ بھی نہ نکل سکیگی اسی دردناک کوٹھری مین وہ شاعر قید کئے جائین گے جنہون نے حسن کی ہجو عرق کی ہوگی اور وہ لوگ جو اپنے عالی نسب اور حسب اور جلیل القدر عہدے پر فخر کرین گے ان کا قیام بھی اسی کوٹھری مین ہوگا۔ تمام بحری کافر اسی آتش خیز مقام مین ہمیشہ کے لیے رکھے جائین گے۔

سنہ ۱۶ء مین ایک کتاب شائع ہوئی تھی جس کا نام ڈکیر کا خواب تھا۔ جس خواب مین ڈکیر کے آگے دوزخ کی پوری کتاب کھول گئی تھی جس کتاب مین اس نے بہت سی عجیب و غریب چیزین پڑھین جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مین نے روحانی گھوڑے پر سوار ہوکر دیکھا تو کھولتے ہوئے پانی کے چشمے اور پگھلی ہوئی دھات کے دریا بہ رہے تھے اور ان مین دوزخی نالہ و بکا کی صدائین بلند کر رہے تھے۔ لمنس کی دوزخ جو ترکی مین واقع ہے مختصر اس کا بیان یون کیا گیا ہے ایک جنوبی خطے تک آگ اور برف سے پر خوفناک اولون اور ہمیشہ جلنے والی گندھک سے بھرا ہوا ہے اس کا فاصلہ آسمان کو ہمارے سلسلہ دنیا کے تین نصف قطرون کے برابر ہے۔ شیطان کا قد آسمان تک پہنچتا ہے۔ چار ناری دریا کافرون کے علم الہی سے نکلے ہین۔ اس خبرہ قبائی صورت کمین مثیت بھی ہمزبان ہے دوسری طرف خود فراموشی کے طوفان مین ایک منجمد برف کا بڑا وعظم ہے یہان تمام جہنمی تیز قدمون سے جلتی ہوئی آگ کے منجمد برف کا بڑا اعظم ہے۔ یہان تمام جہنمی تیز قدمون سے جلتی ہوئی آگ منجمد برف کے بڑا اعظم پر دوڑینگے دوزخ کے دروازون پر گناہ کا پہرہ ہوگا اور انکی صورت دیکھ ان کی اصلی حقیقت کو دریافت ہوجائیگی۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

(خاص الحکم کیلئے)

سب سے پہلے انسان پر خدا تعالیٰ کی صفت قہاری کی دا[قف] ہوتی ہے کیونکہ یہ امر نہایت بدیہی اور محسوس ہے جو ایک طاقت عظمیٰ نے ہر ایک چیز کو اپنا مقہور اور مغلوب کر رکھا کر جو لوگ خدا کی تمام صفات سے منکر ہو جاتے ہین وہ بھی اس امر بدیہی سے انکار نہین کر سکتے جو بجز ایک ذات باریتعالے کے از خود مطلق کسی چیز کو حاصل نہین اشرف المخلوقات انسان ہے جو خود اپنے نفس کو باعتبار علم اور عقل اپنی کے اور تمام مخلوقات پر ترجیح دیتا ہے مگر وہ بھی اپنے نفس کو مجبور ہی پاتا ہے ایک انگل اپنا قد بڑھا نہیں سکتا ایک دن اپنا عمر کا زیادہ نہین کر سکتا۔ پس ہر یک چیز کا مقہور اور مغلوب ہونا ایک قاہر کی ذات پر اول دلیل ہے اور جسطرح بچے کو بوقت شروع سن تمیز کے پہلے پہل بدیہیات پر اطلاع ہوتی ہے اسیطرح جو شخص بیدار ہو کر بشریت کے غفلت خانہ سے پہلے پہل متنبہ ہو کر کچھ دیکھتا ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت قاہریت کو تمام زیر و بالا پر محیط پاتا ہے اور کسی چیز کو اس کے پنجہ تصرف سے باہر نہین دیکھتا پس اس عظمت کے مشاہدہ سے اول قدم جو وہ خدا کی طرف رکھتا ہے وہ توبہ ہے اور سرکشی سے پرہیز کرنا ہے۔

شاید اس بات پر کوئی شخص کچھ زیادہ بحث کرے کہ صفت قہاری کی خدا کی تمام صفات مین سے اجلی بدیہیات کس دلیل سے ہے سو واضح ہو کہ صفت قہاری کی اجلی بدیہیات اس وجہ سے ہے کہ یہ مسئلہ نہایت ہی واضح ہے کہ دنیا مین کسی مخلوق کیلئے ایسی آزادی حاصل نہین کہ جس میں اوس کی ساری مرادین حاصل ہون۔ گو ایک شخص خدا سے منکر ہی ہو پر وہ بھی اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار نہین کہہ سکتا اس کو بھی جب موت اور اس عالم فانی سے گذر جانا یاد آتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو نہایت ہی لاچار اور مجبور پاتا ہے پس وہ اگرچہ اپنی نادانی سے ایک ذات قاہر کا منکر ہے پر تب بھی وہ مقہور ہونے سے تو منکر نہین ہو سکتا بس یہی مقہور ہونا اس کی کمر کو بھی توڑتا ہے پس ظاہر ہے کہ دنیا مین صفت قہر کی بہت ہی واضح ہے کہ جس سے دہریہ بھی مقہور اور محزون ہین بلکہ یہ ایسی بدیہی صفت ہے کہ حیوانات لایعقل بھی اس سے بےخبر نہین۔ ہر یک حیوان جو دوسری چیز سے ڈرتا ہے وہ اپنی مقہوریت کا قائل ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو عام طور پر آزاد سمجھتا تو کسی چیز سے نہ ڈرتا پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ صفت قہر کے ایک اولی شے ہے۔ جو دنیا مین بہ بداہت مشہود اور محسوس ہے اور چونکہ انسان کی طبیعت مین یہ فطرتی ترتیب ہے جو بوقت شروع زمانہ تمیز کے پہلے پہل علم بدیہیات اور محسوسات کا اس کو حاصل ہوتا ہے اسیطرح جب وہ طفولیت روحانی سے تمیز روحانی کی طرف قدم رکھتا ہے تو پہلے پہل اوس پر وہ صفت جناب باری کی کھلتی ہے جو سب صفات سے زیادہ تر بدیہی اور محسوس ہے یعنے صفت قاہریت اسکی کہ جس سے بندہ تا چیز صدہا طرح کی مجبوریون مین بند ہے اور موت اور بیماری اور درد اور دکھ اور صدہا طرح کی لاچاری حکیم مطلق نے اوس پر وارد کر رکھی ہے سو ان ہزارہا لوگون کو ہر روز مرتے دیکھ کر اور ہزارہا طرح کی لاچاریاں مشاہدہ کر کے نہایت بدیہی طور پر سمجھ جاتا ہے کہ مین آزاد نہین بلکہ مقہور اور مجبور رہون۔ اور اگر انسان اپنے زمانہ بد و تمیز پر نظر ڈالے تو ہر یک شخص اس بات کا اقرار کرے گا جو پہلے پہل اسی بات کی تمیز اس کو حاصل ہوئی ہے جو اس پر خلاف مراد حالات وارد ہوتی مین اور وہ آزاد نہین پس اس سے ثابت ہے جو پہلے پہل صفت قاہریت باریتعالے کے انسان پر مشہود ہوتی ہے اور وہی طبعاً تمام صفات پر مقدم ہے۔ پھر دوسری مرتبہ جب نظر دقیق سے انسان ملاحظہ عالم کرتا ہے تو تمام عالم کو خداوند تعالے کے آلاء اور نعماء سے پر پاتا ہے اور اسکی رحمت کو ہر یک چیز پر محیط دیکھتا ہے تو پھر اس ملاحظہ ثانی سے اس پر امید اور توکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اول ملاحظہ قاہریت سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔

پھر تیسری مرتبہ جب نظر ادق سے عالم کو دیکھتا ہے تو خود خداوند تعالے کو ایک حقیقی نعمت پاتا ہے اور لذات اعلیٰ اسی کے وصال کو مشاہدہ کرتا ہے یہ انسان کی آخری نظر ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی نظر نہین۔

پس پہلے پہل انسان کو خدا کی قاہریت پر نظر پڑتی ہے اور پھر اسکی لطف اور احسان پر نظر ڈالتا ہے اور پھر آخر کار اسے کو محبوب حقیقی سمجھ کر اس کی محبت مین فانی ہو جاتا ہے۔

یعنے وہ پہلا خیال جو انسان کو خدا کی طرف کھینچتا ہے وہ یہی ہے جو دنیا مقام فانی ہے یہی پہلا خیال ہے جو ہر یک شخص ہر وقت اسکو کرے کیطرف خدا کے دل مین قایم کر دیتا ہے کوئی دنیا کو فانی سمجھتا ہے کوئی اپنے موت کے دن کو قریب دیکھتا ہے کوئی اپنے عزیزون اور پیارون کی موت کو یاد کرتا ہے غرض پہلے پہل خدا کی قاہریت ہی اس کے دل پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ خدا کی قاہریت بہت ہی بدیہی اور زبردست ہے جو انسان کو آپ آ کر جگا دیتی ہے اور کتنا ہی۔۔۔ وہ خواب غفلت مین سوتا اس کو اٹھا دیتی ہے۔

شرک تین قسم پر ہے ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ یہ ہے جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزون کو خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے جو ظاہر اور بدیہی نہین بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن چیزون کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے ان سے ہی مونہہ پھیر کر فاعل حقیقی ایک ذات خدا کو سمجھنا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اسکی دریافت کرنے مین دخل ہے مگر مجرد نظر اور فکر سے وہ دریافت نہین ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو بجز وجود باری تعالیٰ کے اور تمام وجودون کو نیست و نابود سمجھنا اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہین ہو سکتا سو یہ آیت محبت تام کی طرف آ رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تعریف

الحمد للّٰہ رب العالمین۔ تمام محامد جو عالم مین موجود ہین اور مصنوعات میں پائی جاتی ہین وہ حقیقت مین خدا کی ہے تعریفین ہین اور اسی کی طرف راجع ہین کیونکہ جو خوبی مصنوع مین ہوتی ہے وہ حقیقت مین صانع کی ہی خوبی ہے یعنے آفتاب دنیا کو روشن نہین کرتا حقیقت مین خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہین اٹھاتا حقیقت مین خدا ہی اٹھاتا ہے اور بادل پانی نہین برساتا حقیقت مین خدا ہی برساتا ہے اسیطرح جو ہماری آنکھین دیکھتی ہین وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے بینائی ہے اور جو کان سنتے ہین وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے ہی شنوائی ہے اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے ہی دریافت ہے اور جو کچھ آسمان کے اور زمین کے عناصر اور صاف جمیلہ دکھا رہے ہین اور ایک خوبصورتی اور تر و تازگی جو مشہود ہو رہی ہے حقیقت مین وہ اسی صانع کی صفت ہے جس نے کمال اپنی صفت کاملہ سے ان چیزون کر دیا ہے اللہ جیسے جانے یہ خصار نہین کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل بھی ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اللہ پھر صرف اسی پر اختصار نہین کیا بلکہ ایک چیز کو اپنے کمال اعلیٰ تک پہونچانا ہے جس سے قدر و قیمت اس شے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت مین محسن اور منعم بھی وہی ہے اور جامع تمام خوبیون کا بھی وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ الحمد للّٰہ

رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

اس جگہ ایک اور نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جسقدر بڑے عالم ظاہری مین اور صاف بار[ی] مشہود اور محسوس ہو رہے ہین ویسے ہی باطنی طور پر بھی اس کے اوصاف ہین مثلاً ایک روشنی تو وہ ہے جو بذریعہ اپنے مصنوع چاند اور سورج کے خدا تعالیٰ دنیا پر چمکاتا ہے اس کے مقابلہ پر ایک روشنی بھی ہے جسکی چاند اور سورج کتب الہامیہ ہین جیسی وہ روشنی چاند اور سورج سے نکلتی ہے اور اکثر حصہ عالم کو گھیر لیتی ہے ایسی ہے یہ روشنی بھی کتاب الہامی سے نکلتی ہے اور اکثر معمورہ پر پڑتی ہے اور جسطرح چاند اور سورج کی قوت کو تمام افعال طبع کائنات الارض مین کسی نہ کسی قدر دخل ہے۔ مثلاً گو ہم ہوا ہی کو سنتے ہین اور مصیبجو۔ نہ کی درستی سے لیکن علت العلل اس کے چاند اور سورج کی طاقت ہے اسی طرح ہماری تمام کہاں تک سننے دیکھنے چلتے پھرتے سونے جاگنے مین۔ چاند اور سورج کے تصرفات پائے جاتے ہین کہ کچھ انہین نظری اور کچھ بدیہی ہین اسی طرح کتب الہامیہ کی طاقت سے نظام عالم مقصود ہے اور جو شخص عقل پر کفایت کر کے کتب الہامیہ سے اپنے تئین مستغنی سمجھتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی چراغ کو روشن کر کے آفتاب سے اپنے تئین مستغنی سمجھتا ہے۔

ممکن کا وجود بغیر علت کے قائم نہین رہ سکتا بما مخلوقات کے وجود کی علت خدا کی خالقیت یعنے خلقت کو پیدا کیا تا خالقیت سے شناخت کیا جائے اور انکی بقا کی علت خدا کی رحمانیت اور رحیمیت ہے۔ یعنے ایک عرصہ تک باقی رکھنا تا رحیمیت اور رحمانیت سے شناخت کیا جائے اور ان کے وجود ثانی کی علت خدا کی صفت مجازیت ہے یعنے پھر وجود بعد موت کے اس علت سے بخشتا ہے کہ تا مجازیت سے شناخت کیا جائے سو خدا کی ان تین صفتون سے دنیا پر قرار ہو اور کیا عجب ہے جو دین جو یہ سفر مندارج ہے۔ جو مشہود دنیا کو ہر قرار رکھنے کیلئے تین قدم رکھے تو یہی تین صفتون کیطرف اشارہ ہو۔ (باقی ہست)

مضامین متعلق محکمہ ڈاک

ملازمان ڈاک خانہ اور کثرت کار

مشق اندوہ سے اک روز نہیں میں بیکار
میرے ہفتہ میں بھی تا نہیں کوئی اتوار

اس سے پہلے ہم نے محکمہ ڈاک خانہ کے اعلیٰ افسروں کو **نوٹ سسٹم** کی بد استعمالی کے بُرے نتائج پر توجہ دلائی تھی۔ اگرچہ ہم یقین نہیں کہہ سکتے کہ اس پر کہاں تک توجہ ہوئی۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ جو امور قابل اصلاح ہماری نظر میں ہیں ہم انہیں مکرر سہ کرر پیش کرتے ہی رہیں گے خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ ایک قطرہ بھی متواتر اور مسلسل پتھر پر پڑتا رہتا ہے۔ جبکہ اس پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا تو پھر یہ کیونکر ناممکن ہو کہ ہم متواتر چلاتے رہیں اور کوئی شنوائی نہ ہو۔ آخر ایک دن آ جائیگا کہ یہ تحریرین اعلیٰ حکام کو اپنی طرف متوجہ کرکے رہیں گی۔ پس ہم کو یہ امر کبھی مایوس کرنے والا نہیں ہوگا کہ ہماری فلان تحریر پر توجہ ہوئی ہے یا نہیں بلکہ ہمارا عمل حافظ کے اس شعر پر رہے گا۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

آج ہم اس امر پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں کہ ملازمان ڈاکخانہ کو کسقدر کثرت سے کام کرنا پڑتا ہے جو شعر اس مضمون کے عنوان میں لکھا گیا ہے بالکل محکمہ ڈاکخانہ ہی کے ملازموں کے حسب حال ہے **اتوار** کے دن جبکہ قریباً کل دنیا پر تعطیل ہوتی ہے یہ محکمہ اس دن بھی (گو کہنے کو تعطیل کرتا ہے) اپنے اسیران بلا کو نہیں چھوڑتا۔ یوں کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ میں آٹھ گھنٹہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن **عملی طریق** بتا رہا ہے کہ ہیڈ آفسوں اور سب آفسوں میں کلرکوں سب پوسٹماسٹروں اور پوسٹماسٹروں کو آٹھ گھنٹہ تک ہی بعض اوقات کام سے فرصت نہیں ہو سکتی اور اس پر بھی کثرت کار کا سوال کبھی پیش نہیں ہوتا کمی کارگذاری پر جواب طلب ہو جانا بہت سہل اور آسان ہے۔

اگر ڈاکخانوں کے **کاروبار** کے اوقات پر نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ جو اوقات انسان کے آرام کرنے یا حفظ صحت کے اصولوں کے مطابق ضروری تفریح اور سیر کے ہیں وہی خصوصیت کے ساتھ ڈاکخانہ میں مصروفیت کے ہیں۔ مثلاً **صبح و شام** کی ہوا خوری صحت کے لئے بہت ضروری ہے لیکن ڈاکخانہ کے بدقسمت کلرک اس سے بکلی محروم ہیں اگر کوئی شاذ و نادر طور پر مستثنیٰ ہو تو جدا امر ہے۔ ہم بطریق کلی کلام کرتے ہیں۔ یہی وقت عموماً ڈاک کی ڈلیوری یا ڈسپیچ کے ہوتے ہیں۔

صبح سویرے اٹھ کر جہاں ہر شخص اپنے ضروری حوائج سے فارغ ہوکر اور اپنے مذہبی طریق پر اگر خدا نے اسے توفیق عطا کی ہو خدا کی عبادت کرکے دن بھر کے لئے طبیعت کو مستعد اور تازہ دم کرنے کیلئے سیر کو نکلتا ہے اس وقت ڈاکخانہ کا غریب کلرک یا سب پوسٹماسٹر آنکھیں ملتا ہوا حوائج ضروری سے بھی فارغ نہ ہوکر ڈاک کی تھیلی کو جلد جلد کھول رہا ہے تا کہ ڈلیوری میں دیر نہ ہو جاوے۔ اس وقت اس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔

اور اسی طرح پھر شام کو جبکہ **مزدور** بھی دن بھر کی محنت و مزدوری کے بعد طبیعت کو بحال کرنے کے لئے نکلتے ہیں یہ بیچارہ ڈاک کی تھیلوں کے بند کرنے کے فکر میں ہوتا ہے کہ کہیں ڈاک کی روانگی میں دیر نہ ہو جاوے۔ اور پھر مورد عتاب ہونا پڑے۔

۱۲ بجے کے وقت بھی جبکہ قلی اور مزدور تک دو گھنٹہ کیلئے کار و بار چھوڑ بیٹھتے ہیں اور کھانا کھا کر آرام کرتے ہیں یہ بیچارہ بدن کو جلا دینے والی لو میں کمرہ کی کھڑکی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اور شام کو جانے والی ڈاک کے لئے روزانہ حساب کتاب طیار کر رہا ہے یا اس ڈاک میں شامل ہونے والے دوسرے کاغذات کی ترتیب و درستی میں مصروف ہے۔ سرکاری کاغذات کے علاوہ پبلک کے ساتھ بھی اسے اسی وقت متوجہ ہونا پڑتا ہے۔

وہ لوگ جو خس کی ٹٹیون کے اندر پنکھوں کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنکو دفتر میں بھی ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان میسر ہیں وہ ایک غریب کلرک یا سب پوسٹماسٹر کے حالات پر کب نظر کر سکتے ہیں جو بادسموم کے جھونکوں میں بیٹھا ہوا جھلا جا رہا ہے غرض جو وقت عام لوگوں کی سیر و تفریح طبع اور آرام کے ہوتے ہیں وہ ان اسیران بلا کی ضروری حاضری اور کثرت کار کے ہوتے ہیں۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان محروم القسمت لوگوں کو باہر بیس کی بجائے پندرہ روپیہ کی بھی آمدنی ہو جاتی اور وہ اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہوتے تو ہرگز ہرگز اس قفس میں مبتلا نہ ہوتے۔

اگلے نمبر میں ہم ڈاکخانہ کی تعطیلات پر ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ملازمانِ ڈاک خانہ کی نامقیمان

معزز معاصر زمیندار نے ایک مرتبہ اسی عنوان سے ایک نظم شائع کی تھی جو اس حصہ مضامین کے لئے مفید سمجھ کر ہم بھی درج کرتے ہیں

نامقیانِ ڈاک سرکاریم
رنج بر نیاوردن سزے آریم

بلبلانیم کز قفس فرد
میل پرواز ہستم داریم

مرغ شاخ درخت خشک ہیں ہم
جز بہ نقصان نہ منفعت داریم

ما بجائے عبیر خاک درش
خاک پائے چار بر داریم

بندۂ بندگان انگریزیم
خادم خادمان سرکاریم

ڈاک وا گرفتہ بر سر خود
از مقامات دور مے آریم

یہ ہے اس کا بدل کہ پہلی کو
زر تنخواہ را بکف آریم

لیک گاہے چو میشود وضعات
ہر دم از دیدہ خون ہمے باریم

شب بدیں کنیم کار تمام
ہر سحر کار تازہ مے داریم

لیک شاکر ہیں پھر بھی قسمت پر
حرف شکوہ نہ بر زبان آریم

بندہ ہیں جنگلوں میں دفتر کے
او فتادہ جدا ز گلزاریم

تن پہ باقی نہیں رہا جز پوست
ہر جسد ہیں عیاں کہ مظہر اوست

راقم

اوستاد کے مصرعہ پہ لگاتے ہیں گرہ ہم
اصلاح سے دل کیجئے خورسند ہمارا

ایک شخص شراب کی دوکان پر بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ کاش جس قدر آدمی اب خواندہ ہیں اتنے نہ ہوتے اور لکھنا تو دستوں کو بھی نہ آنا چاہیئے۔ دوسرے نے دریافت کیا کہ کیا آپ تعلیم کی سخت مخالف ہیں کیا آپ بتا کو سمجھیے کھانا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں میں ڈاک خانہ کا کلرک ہوں جتنی تعلیم بڑھتی جاتی ہے اور جس قدر بھی ہم لوگوں کی شامت آتی جاتی ہے +

ڈاک خانہ میں جون کا مہینا

ڈاک خانہ میں جون کا مہینا بھی ایک عجیب خاص یادگار ہے۔ جبکہ بیمار رہنے تا کہ دو گناہ ملازمان ڈاکخانہ کو ایک روپیہ جرمانہ ہو جاتا ہے یہ لفظ بظاہر ہر ایک دل میں کھٹکیگا کہ یہ جرمانہ کیسا ہے؟ لیکن ہم اپنے ناظرین کو زیادہ انتظار میں نہ رکھیں گے اور انہیں بتا دیں گے کہ یہ ایک روپیہ فی الحقیقت جرمانہ ہی ہے گو اس کا نام ڈاک خانہ والوں نے **گارنٹی فنڈ** رکھا ہوا ہے۔ **گارنٹی فنڈ** اس قدر وسیع مضمون ہے کہ اس پر بہت کچھ تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے مجوزہ مضامین میں سے یہی ایک ہے اس وقت ہم اس پر کسی لمبی بحث کا موقع نہیں پاتے اگلی اشاعت میں اس پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھیں گے۔ انشاء اللہ +

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +